Postal Reg. No. L/P/ GDP-1 DEC 2006

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِيْم وَعَلٰی عَبْدِهِ الْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْد

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان
The Weekly BADR Qadian

جلد 55

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

شمارہ 41

شرح چندہ
سالانہ 250 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پاؤنڈ یا 40 ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک
10 پاؤنڈ یا 20 ڈالر امریکن

18 رمضان 1427 ہجری 12 اِخاء 1385 12/اکتوبر 2006ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۷/اکتوبر (ایم ٹی اے) سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے خیرو عافیت سے ہیں الحمدللہ۔کل حضور نے مسجد بیت الفتوح لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور احباب جماعت کو رَمَضَان المبارک میں خاص طور پر دعائیں کرنے کی تلقین فرمائی۔

احباب حضور پرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وسلامتی، درازیٔ عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں۔اللھم اید امامنا بروح القدس وبارک لنا فی عمرہ وامرہ۔

مومن وہ ہیں جو اپنی امانتوں اور عہدوں کی رعایت رکھتے ہیں

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا۔(سورۃ النساء:59)

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے حقداروں کے سپرد کیا کرو۔اور جب تم لوگوں کے درمیاں فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ فیصلہ کرو۔یقیناً بہت ہی عمدہ ہے جو اللہ تمہیں نصیحت کرتا ہے۔یقیناً اللہ بہت سننے والا اور گہری نظر رکھنے والا ہے۔

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

☆......حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب امانتیں ضائع ہونے لگیں تو قیامت کا انتظار کرنا۔سائل نے عرض کیا یارسول اللہ ان کے ضائع ہونے سے کیا مراد ہے فرمایا جب نا اہل لوگوں کو حکمران بنایا جائے تو قیامت کا انتظار کرنا۔ (بخاری کتاب الرقاق باب رفع الامانۃ)

☆......طبرانی کبیر میں یہ روایت آتی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا جس میں امانت نہیں اس میں ایمان نہیں۔جس کو عہد کا پاس نہ ہو اس میں دین نہیں۔اس ہستی کی قسم جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے کسی بندے کا اس وقت تک دین درست نہ ہوگا جب تک اس کی زبان درست نہ ہو۔اور اس کی زبان درست نہ ہوگی جب تک اس کا دل درست نہ ہوگا۔اور جو کوئی ناجائز کمائی سے کوئی مال پائے گا اور اس میں سے خرچ کرے گا تو اس کو اس میں برکت نہیں دی جائے گی اور اگر اس میں سے خیرات کرے گا تو قبول نہیں ہوگی اور جو اس میں سے بچ رہے گا وہ اسے دوزخ کی طرف لے جائے گا۔بری چیز بری چیز کا کفارہ نہیں بن سکتی ہے البتہ اچھی چیز اچھی چیز کا کفارہ ہوتی ہے۔ (المعجم الکبیر الطبرانی جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۷)

فرمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام

’’امانت سے مراد انسان کامل کے وہ تمام قویٰ اور عقل اور علم اور دل اور جان اور حواس اور خوف اور محبت اور عزت اور وجاہت اور جمیع نعماء روحانی وجسمانی ہیں جو اللہ تعالیٰ انسان کامل کو عطا کرتا ہے اور پھر انسان کامل برطبق آیت اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا اس ساری امانت کو جناب الٰہی کو واپس دے دیتا ہے یعنی اس میں فانی ہو کر اس کے راہ میں وقف کردیتا ہے اور یہ شان اعلیٰ اور اکمل اور اتم طور پر ہمارے سید ہمارے مولیٰ ہمارے ہادی نبی امی صادق اور مصدوق محمد مصطفیٰؐ میں پائی جاتی تھی‘‘ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ 161)

’’مومن وہ ہیں جو اپنی امانتوں اور عہدوں کی رعایت رکھتے ہیں یعنی ادائے امانت اور ایفاء عہد کے بارہ میں کوئی دقیقہ تقویٰ اور احتیاط کا باقی نہیں چھوڑتے۔یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ انسان کا نفس اور اس کے تمام قویٰ اور آنکھ کی بینائی اور کانوں کی شنوائی اور زبان کی گویائی اور ہاتھوں اور پیروں کی قوت یہ سب خدا تعالیٰ کی امانتیں ہیں جو اس نے ہمیں دی ہیں اور جس وقت چاہے اپنی امانت کو واپس لے سکتا ہے پس ان تمام امانتوں کی رعایت رکھنا یہ ہے کہ باریک در باریک تقویٰ کی پابندی سے خدا تعالیٰ کی خدمت میں نفس اور ان کے تمام قویٰ اور جسم اور اس کے تمام قویٰ اور جوارح کو لگایا جائے اس طرح پر کہ گویا یہ تمام چیزیں اس کی نہیں بلکہ خدا کی ہو جائیں اور اس کی مرضی اس کی نہیں بلکہ خدا کی مرضی کے موافق ان تمام قویٰ اور اعضاء کا حرکت اور سکون ہو اور اس کا ارادہ کچھ بھی نہ رہے بلکہ خدا کا ارادہ اس میں کام کرے اور خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں اس کا نفس ایسا ہو جیسا مردہ زندہ کے ہاتھ میں ہوتا ہے......اس قدر تکمیل کے بعد کہا جائے گا کہ وہ امانتیں جو منعم حقیقی نے انسان کو دی تھیں وہ واپس کی گئیں تب ایسے شخص کو یہ آیت صادق آئے گی وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُوْنَ۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ 162)

115واں جلسہ سالانہ قادیان 2006ء

مورخہ 26-27-28 دسمبر کو منعقد ہوگا

احباب جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 115 ویں جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کیلئے 26-27-28 دسمبر 2006ء (بروز منگل، بدھ، جمعرات) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ **مجلس مشاورت**:: جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی 18 ویں مجلس مشاورت سیدنا حضور انور کی منظوری سے مورخہ 29 دسمبر بروز جمعہ منعقد ہوگی۔احباب جماعت سے درخواست ہے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس مبارک للّٰہی جلسہ میں شرکت کیلئے ابھی سے نیت کرکے تیاری شروع کردیں اور جلسہ کی ہر جہت سے کامیابی کیلئے دُعائیں کرتے رہیں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے آمین۔ (ناظر اصلاح وارشاد قادیان)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر وپبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

لبنان اسرائیل جنگ......کئی اسباق کئی پیغام

(قسط:۶ آخری)

بالآخر ہم یہ بھی عرض کرنا چاہتے ہیں کہ اس صدی کے مولویوں نے جو قرآن مجید کی غلط تفاسیر پوری دُنیا میں پھیلائی ہیں اور جن کی رُو سے وہ کسی بھی مخالف حکومت کی اطاعت کو لازمی نہیں سمجھتے بلکہ اس کے خلاف جہاد کو فرض منصبی سمجھتے ہیں ان دنیا پرست مولویوں نے آنے والے امام مہدی و مسیح موعود کے متعلق بھی ایسے ہی من گھڑت خیالات بنا رکھے ہیں کہ نعوذ باللہ من ذالک وہ آکر تمام دنیا کو تلوار کے زور سے مسلمان بنائے گا حکومتوں کے خلاف باغیانہ کاروائیاں کرے گا اور مخالف العقصیدہ حکومتوں کے بینکوں اور ان کے خزانوں کو لوٹ لے گا چنانچہ نواب صدیق حسن خان صاحب اپنی کتاب ’’حجج الکرامہ‘‘ میں یہی خیال ظاہر کرتے ہیں یہ صاحب اہل حدیث فرقے سے تعلق رکھتے تھے انہوں نے اپنی کتاب میں جو لکھا اس کا خلاصہ اس طرح ہے کہ

’’مہدی ظاہر ہوتے ہی اس قدر عیسائیوں کو قتل کرے گا کہ جو اُن میں سے باقی رہ جائیں گے ان کو حکومت و بادشاہت کا حوصلہ نہیں رہے گا اور ریاست کی بو ان کے دماغ سے نکل جائے گی اور ذلیل ہو کر بھاگ جائیں گے (حجج الکرامہ صفحہ 373) پھر اس حجج الکرامہ کے صفحہ 374 سطر 8 پر لکھا ہے:۔

’’اس فتح کے بعد مہدی ہندوستان پر چڑھائی کرے گا اور ہندوستان کو فتح کر لے گا اور ہندوستان کے بادشاہ کو گردن میں طوق ڈال کر اس کے سامنے حاضر کیا جائے گا اور تمام خزانے اور بینک گورنمنٹ کے لوٹ لیں گے‘‘ پھر حجج الکرامہ کے صفحہ 424 میں لکھا ہے کہ عیسٰی بھی مہدی کی طرح تلوار کے ساتھ اسلام پھیلائے گا۔ دو ہی باتیں ہوں گی یا قتل اور یا اسلام اور کتاب ’’احوال الآخرت‘‘ کے صفحہ 31 میں بھی لکھا ہے کہ: جو عیسائی ایمان نہیں لائیں گے وہ سب قتل کر دیئے جائیں گے۔‘‘

(بحوالہ حقیقۃ المہدی تصنیف لطیف حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام)

پس یہ کاروائیاں جو دنیا پرست مولویوں کی طرف سے جہاد کے نام پر ہو رہی ہیں وہ سب اس خونی مہدی و مسیح کیلئے راہیں ہموار ہو رہی ہیں جس کی خلافت کے یہ منتظر ہیں۔

اس موقع پر ہم مسلم نوجوانوں سے بادب عرض کرنا چاہتے ہیں کہ یہ سب خیالات کہ اب کوئی ایسا مہدی و مسیح آئے گا جو حکومتوں پر تلوار کے ذریعہ قبضہ کرکے اور ان کے خزانے لوٹ کر مسلمانوں کے حوالے کر دے گا جنت الحمقاء میں بسنے کے مترادف ہے۔ ایسے فاسد خیالات سے باہر آنا چاہئے آنحضرت ﷺ نے اس دور میں تو ایسے مسیح و مہدی کی آمد کی خبر دی ہے جو ظاہری تلوار سے نہیں بلکہ اسلام کی دلائل و براہین کی تلوار سے اسے غالب کرے گا اور ایسے خلیفہ کی بشارت دی تھی جس کی خلافت منہاج نبوت پر ہو گی اور وہ آنحضرت ﷺ کے اُسوہ حسنہ پر عمل کرنے والا آپ کا خلیفہ برحق ہی ہے اب یاد رکھو کہ آنحضرت ﷺ نے تو تیرہ سال تک مکہ میں وہاں کی جو بھی حکومت تھی جو بھی اُن کے اُصول تھے کبھی ان کی مخالفت نہیں کی ظلم سہتے رہے لیکن بغاوت نہیں کی جب مدینہ تشریف لے گئے تو تمام غیر مسلموں کو اپنے اپنے مذہب کے مطابق فیصلے کرنے کی اجازت دی اور اُن کے معاشرتی و مذہبی طریقوں کو اُن کیلئے جائز رکھا اور اعلان عام کر دیا کہ فیصلہ کسی کی خواہش کے مطابق نہیں ہو گا فرمایا لیس بامانیکم ولا بامانی اهل الکتاب من یعمل سوءً ایجزبه۔ کہ فیصلہ نہ تمہاری خواہش کے مطابق ہو گا اور نہ اہل کتاب کی خواہشوں کے مطابق جو بھی قصور کرے گا پکڑا جائے گا۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر اپنے ہاتھ سے رسول اللہ کا لفظ کاٹ دیا لیکن مکہ کی حکومت کے اصولوں کی مخالفت کرتے ہوئے آپ مکہ میں داخل نہیں ہوئے حالانکہ وہ کوئی ایسی تمدنی حکومت بھی نہ تھی۔

پس مسیح موعود نے آج بھی آنحضرت ﷺ کے ایسے ہی خلیفہ کے رنگ میں آنا تھا اور وہ آچکا ہے وہی ہے جس کے ذریعہ اسلام کا روحانی غلبہ امریکہ میں بھی ہو گا اور یورپ کے ممالک میں بھی ہو گا اور روحانی غلبہ دلوں کا غلبہ ہوتا ہے اور دائمی ہوتا ہے۔

ہم نے جس آیت قرآنی اطیعوالله واطیعو الرسول واولی الامر منکم کا تذکرہ کیا ہے جماعت احمدیہ کی سو سال سے زائد عرصہ کی تاریخ سے ثابت ہے کہ جماعت نے ہمیشہ تکالیف برداشت کرکے اور صبر کرکے بھی قرآن مجید کی اس سنہری تعلیم پر عمل کیا ہے جس وقت سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے مہدی و مسیح کے طور پر مبعوث ہوئے تھے آپ کی اپنی قوم کی حکومت نہیں تھی بلکہ انگریز حکومت ہندوستان پر قابض تھی بالکل اسی طرح جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں بنی اسرائیلیوں کی حکومت نہیں تھی بلکہ رومی لوگ اس علاقہ پر قابض تھے اور جس طرح حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے اس دور میں رومی حکومت کی بغاوت نہیں کی بلکہ فرمایا جو قیصر کا ہے وہ قیصر کو دو اور جو خدا کا ہے وہ خدا کو دو اس طرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن مجید کی تعلیم کی روشنی میں دنیوی معاملات میں ہمیشہ انگریزی حکومت کی اطاعت کی جہاں تک آزادی حاصل کرنے کا تعلق ہے حضور علیہ السلام اس کے مخالف نہیں ہوئے آپ نے بات چیت کرنے اور ذہنوں کے کھولنے اور اپنے حق کو پیش کرنے کی ہمیشہ تائید کی لیکن اس کیلئے تشدد و مخالفت کو جائز قرار نہیں دیا۔

جیسا کہ ہم نے عرض کیا جماعت احمدیہ کی سو سال سے زائد عرصہ کی تاریخ اس امر پر شاہد ہے کہ جماعت نے ہمیشہ حکومت وقت کی اطاعت و فرمانبرداری کی ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ مبارک میں آپ نے ہمیشہ ہندوستانی احمدیوں کو یہی تعلیم دی کہ دنیوی معاملات میں حکومت وقت کے اطاعت گزار رہو اور پھر تقسیم ملک کے وقت جب ہندو پاک الگ الگ آزاد حکومتوں کی شکل میں نقشہ دنیا پر نمودار ہوئے تو سیدنا حضرت اقدس مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے پاکستان کے احمدیوں کو یہی تعلیم دی کہ وہ حکومت پاکستان کے وفادار رہیں اور بھارت کے احمدیوں کو زور دیکر کہا گیا کہ وہ بھارت کی حکومت کے وفادار شہری بن کر رہیں۔ اس طرح آج تک وقتاً فوقتاً خلفاء عظام سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام تمام دنیا کے احمدیوں کو اسلام کی یہ سنہری تعلیم سمجھاتے چلے آرہے ہیں کہ جو احمدی دنیا کی جس حکومت کے تحت رہتا ہے وہ اس کا فرمانبردار شہری بن کر رہے۔

پاکستان بننے کے صرف چند سال بعد سے ہی پاکستانی احمدیوں پر ایسے سخت دن آئے جو آج تک جاری ہیں کہ ان کے دنیوی حقوق تو درکنار ان سے ان کے مذہبی حقوق تک چھین لئے گئے وہاں لوٹ مار قتل غارت کا سلسلہ آج تک جاری ہے حکومت کے کلیدی عہدوں سے جماعت کے افراد کو ہٹا دیا گیا۔ تعلیمی اداروں میں طلباء سے نفرت بھرا سلوک جاری ہے۔ بعض جگہوں پر معاشرتی و معاشی تعلقات بھی منقطع کئے گئے یہ سخت دن سمندر کی طوفانی موجوں کی طرح 1953 میں پھر 1974 میں اور اس کے بعد 1984 میں تمام پاکستانی احمدیوں کی زندگیوں کو سخت طرح کے ابتلاء میں مبتلا کر چکے ہیں پھر اس کے باوجود آج تک پاکستانی احمدیوں نے اپنی حکومت کے خلاف کبھی باغیانہ رویہ اختیار نہیں کیا۔ ہزاروں ہزار احمدی اپنے ہنستے بستے گھروں کو چھوڑ کر اپنی جائیدادوں کو چھوڑ کر اپنے کاروباروں کو چھوڑ کر پاکستان سے ہجرت کر گئے یہاں تک کے ان کے جان و مال سے محبوب امام کو بھی ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا گیا لیکن انہوں نے کبھی اپنے ملک کے خلاف کوئی قدم نہیں اُٹھایا۔ تشدد۔ جبر۔ گھیراؤ توڑ پھوڑ اور ملکی املاک کو نقصان پہنچانا یا کسی غیر طاقت کے ساتھ ملکر اپنے ملک کو توڑنے کا سوچا تک بھی نہیں کیوں؟ صرف اس لئے کہ ان کے سامنے قرآن مجید کی یہ تعلیم موجود ہے کہ اطیعوا الله واطیعوا الرسول واولی الامر منکم کہ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور تم میں سے جو حکام ہیں ان کی بھی اطاعت کرو۔

چاہے پاکستان ہو یا بنگلہ دیش یا انڈونیشیا ایسے تمام ممالک میں جہاں جماعت کی شدید مخالفت ہے جماعت نے بس اطاعت کے ایک اصول کو ہی اپنایا ہے اور الحمد للہ کہ اس حکم قرآنی پر عمل کرنے کے نتیجہ میں جماعت کو ہمیشہ فائدہ ہوا ہے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی 1984ء کی ہجرت کے بعد جماعت نے تمام دنیا میں کئی گنا ترقی کی یہ ترقی عددی اعتبار سے بھی ہے مالی اعتبار سے بھی ہے تبلیغی اعتبار سے بھی ہے اور روحانی اعتبار سے بھی ہے۔

پس ہم اپنے غیر احمدی بھائیوں سے بھی عاجزانہ درخواست کرتے ہیں کہ وہ بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے وجود باجود سے قرآن مجید کو سمجھیں اور ایسا تب ہی ممکن ہو گا جبکہ وہ اس روحانی امام کی کامل اطاعت کا جوا اپنی گردنوں پر رکھ لیں گے تب ہی ان کو دنیا میں بھی عزت و غلبہ نصیب ہو گا اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے بھی وہ حقدار ٹھہریں گے بصورت دیگر ضلالت و گمراہی کے گڑھوں میں گرتے رہیں گے تفریق و انتشار کا شکار رہیں گے اور بے چارگی و بے کسی کے کفن میں لپٹے ہوئے آخری گھڑیوں کے دن گنتے رہیں گے۔ پس وقت ہے ابھی بھی سنبھلو اور گرتے پڑتے کسی بھی طرح روحانیت کے اس چشمہ پر اپنے منہ رکھ دو یہی دردمندانہ و غریبانہ نصیحت ہے جو لبنان کے مسلمانوں کے لئے بھی ہے فلسطین کے مسلمانوں کے لئے بھی ہے افغانستانی مسلمانوں کیلئے بھی اور پاکستان و بنگلہ دیشی اور دیگر اسلامی ممالک کے مسلمانوں کیلئے بھی ہے۔ وباللہ التوفیق۔ (منیر احمد خادم)

تصحیح: گزشتہ اداریہ نمبر ۵ میں بعض پروف کی غلطیاں ہو گئی ہیں لہٰذا قارئین سے درخواست ہے کہ لائن نمبر ۲۔ کو یوں پڑھا جائے ’’وہ خدا کی طرف سے بھیجے گئے‘‘ لائن نمبر ۴ کو یوں پڑھا جائے ’’اور ان کو نظر استخفاف سے نہ دیکھتے۔ لائن نمبر ۱۱ میں ’’کو‘‘ زائد ہے۔ قارئین اس کے مطابق درستی کر لیں۔ (ادارہ)

خطبہ جمعہ

پوپ نے بعض ایسی باتیں کہہ کر، جن کا اسلام سے دُور کا بھی واسطہ نہیں ہے، قرآن کریم، اسلام اور بانیٔ اسلام ﷺ کے بارہ میں غلط تأثر پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اِس سے اُن کے اسلام کے خلاف اپنے دلی جذبات کا بھی اظہار ہوتا ہے۔

(جرمنی میں ایک یونیورسٹی میں لیکچر کے دوران پوپ کے اسلام کے خلاف معترضانہ بیان پر جامع اور بھرپور تبصرہ)

اسلام کے خلاف پھر محاذ کھڑے ہو رہے ہیں اس سے ہم کامیابی سے صرف خدا کے حضور جھکتے ہوئے اور اس سے مدد طلب کرتے ہوئے گزر سکتے ہیں۔ پس خدا کو پہلے سے بڑھ کر پکاریں کہ وہ اپنی قدرت کے جلوے دکھائے۔ جھوٹے خداؤں سے اس دنیا کو نجات ملے۔

مسلمان ملکوں کو بھی سوچنا چاہئے کہ اپنے فروعی اختلافات کو ختم کریں۔ آپس کی لڑائیوں اور دشمنیوں کو ختم کریں۔ ایک ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو بلند کرنے کی کوشش کریں۔ اور ایسے عمل سے باز آجائیں جن سے غیروں کو ان پر انگلی اٹھانے کی جرأت ہو۔

(بعض مرحومین کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔فرمودہ 15 رستمبر 2006ء بمطابق 15 رتبوک 1385 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ،لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

کل ایک خبر آئی تھی کہ پوپ نے جرمنی میں ایک یونیورسٹی میں لیکچر کے دوران بعض اسلامی تعلیمات کا ذکر کیا اور قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کسی دوسرے لکھنے والے کے حوالے سے ایسی باتیں کی ہیں جن کا اسلام سے دُور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ یہ ان کا ایک طریقہ ہے، بڑی ہوشیاری سے دوسرے کا حوالہ دے کر اپنی جان بھی بچانے کی کوشش کرتے ہیں اور بات بھی کہہ جاتے ہیں۔ پوپ صاحب نے بعض ایسی باتیں کہہ کر قرآن کریم، اسلام اور بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایک ایسا غلط تاثر پیدا کرنے کی کوشش کی ہے جس سے مسلمانوں میں تو ایک بے چینی پیدا ہو گئی ہوگی، اِس سے اُن کے اسلام کے خلاف اپنے دلی جذبات کا بھی اظہار ہو جاتا ہے۔ پوپ کا ایسا مقام ہے کہ وہ چاہے کسی حوالے سے بھی بات کہتے، ان کے لئے یہ مناسب نہیں تھا کہ ایسی بات کا اظہار کیا جاتا۔

اس وقت جبکہ دنیا میں مسلمانوں کے خلاف مغرب میں کسی نہ کسی حوالے سے نفرت کے جذبات پیدا کئے جا رہے ہیں، پوپ کا ایسی بات کرنا جلتی پر تیل ڈالنے والی بات تھی۔ چاہئے تو یہ تھا کہ وہ کہتے کہ گو آج بعض شر پسند اسلامی تنظیموں نے متشددانہ طریق اپنایا ہوا ہے لیکن اسلام کی تعلیم اس کے خلاف نظر آتی ہے اور دنیا میں امن قائم رکھنے کے لئے ہمیں مل جل کر کام کرنا چاہئے تا کہ معصوم انسانیت کو تباہی و بربادی سے بچایا جا سکے۔ اس کی بجائے انہوں نے اپنے ماننے والوں کو اس راستے پر لگانے کی کوشش کی ہے کہ اسلام کی تعلیم تو ہے ہی یہ۔ میرا خیال تھا کہ پوپ سلجھے ہوئے انسان ہیں اور عالم آدمی ہیں اور اسلام کے بارے میں بھی کچھ علم رکھتے ہوں گے لیکن یہ بات کر کے انہوں نے بالکل ہی اپنی کم علمی کا اظہار کیا ہے۔ جس مسیح کی خلافت کے وہ دعویدار ہیں اس کی تعلیم پر چلتے ہوئے ان کو تو دنیا میں امن قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے تھی، اس نے تو دشمن سے بھی نیک سلوک کرنے کی تعلیم دی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کی طرف غلط باتیں منسوب کر کے ایک طرف تو مسلمانوں کے جذبات سے کھیلا گیا ہے (جیسا کہ مَیں نے کہا ہے) اور پھر ردّ عمل کے طور پر جن کو جذبات پر کنٹرول نہیں ہے وہ ایسی حرکتیں کر جائیں گے جس سے مسلمانوں کے خلاف ان کو مزید Propaganda کا موقع مل جائے گا۔ دوسرے پوپ کے پیروکار اور مغرب میں رہنے والے لوگ جو اسلام کو شدت پسند مذہب سمجھتے ہیں ان کے دلوں میں مسلمانوں کے خلاف مزید نفرت پھیلے گی۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور دنیا کو فتنے اور فساد سے بچائے۔ احمدیوں کو تو ہمیشہ ہی یہ دعا کرنی چاہئے اور یہ جو سوال اٹھائے گئے اور آگے اپنا لیکچر دیا دعا کے ساتھ ہر ملک میں اس کے جواب بھی دینے چاہئیں۔ ہمارے تو یہی دو ہتھیار ہیں جن سے ہم نے کام لینا ہے، کسی اور ردّ عمل کا نہ کبھی احمدی سے اظہار ہوا ہے اور نہ انشاء اللہ ہوگا۔

مَیں پوپ کے اعتراضات کا خلاصہ پڑھ دیتا ہوں جو انہوں نے قرآن اور آنحضرت ﷺ پر کئے۔ جرمنی سے یہ تفصیل منگوائی گئی ہے۔ کہتے ہیں کہ مَیں نے ایک مکالمہ پڑھا تھا جس کا متن ایک یونیورسٹی کے پروفیسر نے شائع کیا ہے اور یہ پرانا مکالمہ ایک علم دوست قیصر مینوئیل اور ایک فارسی عالم کے درمیان 1391ء میں انقرہ میں ہوا تھا اور پھر وہی عیسائی عالم اس کو تحریر میں لایا۔ لیکن ساتھ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ کیونکہ یہ مکالمہ عیسائی عالم کی طرف سے شائع ہوا ہے اس لئے انہوں نے اپنی زیادہ بات کی ہے۔ اپنی ایمانداری کا تو یہیں پتہ لگ گیا کہ مسلمان عالم کی باتوں کا ذکر بہت کم ہے اور اپنی باتیں زیادہ کی ہیں۔ بہرحال (جو سوال اٹھائے ہیں) وہ کہتے ہیں کہ مَیں اپنے اس لیکچر میں ایک نکتے پر بات کرنا چاہوں گا اور وہ یہ کہ اس میں قیصر جہاد کا ذکر کرتا ہے اور قیصر کو یقیناً علم تھا کہ مذہب کے معاملے میں اسلام میں جبر نہیں ہے۔ سورۃ بقرہ کی آیت 256 کا حوالہ دے رہے ہیں۔ آگے کہتے ہیں قیصر یقیناً قرآن میں مقدس جنگ یا جہاد سے متعلق بعد کی تعلیمات سے بھی واقف تھا۔ قرآن میں اس حوالے سے جو تفصیلات درج ہیں مثلاً اہل کتاب سے اور کفار سے مختلف قسم کا سلوک کیا جانا چاہئے (یہ انہوں نے اپنی طرف سے حوالہ دے دیا ہے) اور یہ کہتے ہیں کہ قیصر حیران کن تُرش الفاظ میں اپنے شریک گفتگو سے بنیادی سوال کرتا ہے اور اس پر مزید کہتا ہے کہ مذہب اور جبر کا آپس میں کیا تعلق ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ مجھے دکھاؤ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون سی نئی چیز لے کر آئے ہیں۔ تمہیں صرف بُری اور غیر انسانی تعلیمات ہی ملی ہیں جس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعلیم دی کہ ان کے لائے ہوئے مذہب کو تلوار کے زور سے پھیلایا جائے۔ اِنَّا لِلّٰہ۔ اس کے بعد کہتے ہیں قیصر تفصیل سے بیان کرتا ہے کہ کیوں مذہب کو طاقت کے زور سے پھیلانا عقل کے خلاف ہے۔ یہ تعلیم خدا کی ذات اور روح کی ماہیت سے متصادم ہے۔ کہتا ہے کہ خدا کو خونریزی پسند نہیں اور عقل و عمل خدا کی ذات سے متصادم ہے۔ ایمان روح کا پھل ہے جسم کا نہیں۔

پھر آگے کہتے ہیں کہ قیصر جس کی تربیت یونانی فلسفے کے تحت ہوئی تھی اس کے لئے مذکورہ بالا جملہ ایک واضح حقیقت ہے جب کہ اسلامی تعلیم کے مطابق خدا ایک مطلقاً ماورائیت کا حامل وجود ہے اور کسی ارضی کیٹیگری (Category) کا پابند نہیں حتیٰ کہ معقولیت کا بھی نہیں۔ اور پھر آگے فرانسیسی ماہر اسلامیات کے حوالے سے ابن حزم کی ایک بات quote کی ہے کہ کوئی شے خدا کو ہم پر سچ ظاہر کرنے پر مجبور نہیں کر سکتی۔ اگر وہ چاہے تو انسان کو بت پرستی بھی کرنی پڑے گی۔ (پتہ نہیں ابن حزم نے کہا بھی تھا کہ نہیں، کوئی حوالہ آگے نہیں ہے)۔ پھر وہ لکھتے ہیں کہ کیا یہ عقیدہ کہ خدا خلاف عقل کام نہیں کر سکتا یہ یونانی

عقیدہ ہے یا یہ ازلی اور فی ذاتہ ایک حقیقت ہے۔ میرے خیال میں یہاں یونانی فکر کی یا خدا پر ایسے ایمان کی جو بائبل پر مبنی ہو آپس میں گہری مطابقت نظر آتی ہے۔ (خیر باقی تو لمبا لیکچر ہے)۔

اس میں جیسا کہ مَیں نے کہا کہ ایک تو خود ہی اس بات کو تسلیم کر رہے ہیں کہ قیصر کے اپنے الفاظ فارسی عالم کے جوابات کے مقابلے میں مفصّل ہیں اور جس عیسائی نے اپنی یہ داستان لکھی ہے، ظاہر ہے کہ اس نے اپنی بڑائی ظاہر کرنے کے لئے اپنی دلیلوں کو مضبوط کرنا تھا، دوسری طرف کی دلیلیں تو دی نہیں گئیں، یقیناً انصاف سے کام نہیں لیا گیا ہوگا۔ بہر حال یہ جو کچھ بھی تھا، ہم مسلمان کیا سمجھتے ہیں، ہم احمدی کیا سمجھتے ہیں اس بارہ میں مَیں قرآن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ سے مختصراً بیان کرتا ہوں۔ زیادہ تو بیان نہیں ہوسکتا لیکن پوپ کے لئے ان سوالوں کے انشاء اللہ جوابات تیار کئے جائیں گے اور انہیں پہنچانے کی کوشش بھی کی جائے گی تا کہ وہ اسلام کی صحیح تعلیم سے اگر ابھی تک بے بہرہ تھے، ناواقف تھے تو اب ان کو کچھ پتہ لگ جائے، بشرطیکہ اپنے مقام کو سمجھتے ہوئے انصاف سے اس کو پڑھیں اور غور کریں۔

ہمارے دل میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بہت احترام ہے۔ ہم انہیں اللہ تعالیٰ کا نبی مانتے ہیں بلکہ ہر قوم میں جتنے بھی انبیاء آئے سب کو مانتے ہیں اور ان کی عزت کرتے ہیں۔ عیسائیوں کو بھی مسلمانوں کے جذبات کا خیال رکھتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور احترام کرنا چاہئے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ قیصر کا حوالہ دے کر پوپ صاحب یہ کہتے ہیں کہ سورۃ بقرہ کی آیت 256 کا قیصر کو یقیناً علم تھا۔ اور یہ آیت ﴿لَاۤ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ﴾ (البقرہ:257) ہے۔ یعنی دین کے معاملے میں کوئی جبر نہیں ہے۔ کہتے ہیں یہ سورۃ ابتدائی سورتوں میں سے تھی۔ اتنی ابتدائی بھی نہیں، یہ مدینہ کے ابتدائی ایک دو سال کی ہے۔ لیکن قیصر کو بعد کی سورتوں کا بھی علم تھا اور جہاد سے متعلق بعد کی تعلیمات سے بھی واقف تھا۔ واقف تو پتہ نہیں وہ تھا یا نہیں لیکن تعصب کی نظر ضرور رکھتا تھا۔ کہتے ہیں کہ قرآن میں کفار اور اہل کتاب کے بارے میں مختلف سلوک کرنے کی ہدایت ہے جبکہ مذہب میں جبر کا کوئی تصور نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم میں نعوذ باللہ بُری اور غیر انسانی تعلیمات ہی ملیں گی اس کے علاوہ کچھ نہیں ملے گا۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا (بقول اُن کے، نعوذ باللہ) کہ اسلام کو تلوار کے زور سے پھیلایا گیا ہے۔ خود ہی ایک بات غلط طور پر منسوب کر کے جس کا اسلام کی تعلیم سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے، خود ہی یہ فیصلہ صادر کر دیا کہ یہ خلاف عقل باتیں ہیں جو خدا کے انصاف سے متصادم ہیں۔ کہتے ہیں کہ ایک ذی عقل کو قوت یا زور اور ہتھیار درکار نہیں ہیں بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ ایک ذی عقل کو ہتھیار اور طاقت کی ضرورت نہیں۔ یہ تو انہوں نے بالکل ٹھیک بات کی ہے۔ بالکل ضرورت نہیں ہے۔ لیکن آجکل کی جو اِن کی بڑی بڑی طاقتیں ہیں یہ ہزاروں میل دور بیٹھی ہوئی قوموں کے معاملات میں دخل اندازی کر کے طاقت کا استعمال کیوں کر رہی ہیں؟ اس کا جواب انہوں نے نہیں دیا۔ پہلے یہ لوگ اپنے لوگوں کو سمجھائیں کہ کیا صحیح کر رہے ہیں، کیا غلط کر رہے ہیں۔

پھر عیسائیت کی تاریخ میں جو آپس کی جنگیں ہیں وہ نظر نہیں آتیں؟ وہ کس کھاتے میں ڈالتے ہیں؟ پھر سپین میں جو کچھ ہوا وہ کس کھاتے میں ہے؟ جو انکیوئزیشن (Inquisition) ہوئی اس کی تفصیل تو مَیں یہاں بیان نہیں کرتا، ان سب کو علم ہے۔ اب جو یہ فرماتے ہیں کہ وہ بعد کی تعلیمات سے بھی واقف تھا۔ مذہب پھیلانے کے بارے میں اسلام کی تعلیم کیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل کیا تھا، اس واقف کار کو تو اس کا پتہ نہیں تھا لیکن وہ عمل کیا تھا، وہ مَیں پیش کرتا ہوں۔

اسلام دین فطرت ہے۔ اس نے یہ تعلیم تو یقیناً نہیں دی کہ اگر تمہارے ایک گال پر کوئی تھپڑ مارے تو دوسرا بھی آگے کر دو۔ جن کو تعلیم دی گئی ہے وہ بتائیں کہ کس حد تک اس پر عمل کر رہے ہیں۔ ان کی تعلیم کے یہی سقم ہیں جنہوں نے اس زمانے میں عیسائیوں کو عیسائیت سے دور کر دیا ہے۔ اتوار کے اتوار جو ایک ہفتے کے بعد چرچ میں جانا ہوتا ہے اس میں بھی اب کوئی نہیں جاتا سوائے بوڑھوں اور بوڑھیوں کے۔ چرچوں کو انہوں نے دوسرے فنکشنز کے لئے کرائے پر دینا شروع کر دیا ہے۔ مغربی دنیا میں بے شمار جگہوں پر چرچوں پر For Sale کے بورڈ لگے ہوئے ہیں۔ امریکہ کے ایک پروفیسر ایڈون لوئیس (Edwin Lewis) نے لکھا کہ بیسویں صدی کے لوگ مسیح کو خدا ماننے کے لئے تیار نہیں۔

پھر سینٹ جونز کالج آکسفورڈ کے پریذیڈنٹ سر سائرل لکھتے ہیں کہ یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ یورپ اور امریکہ کے مردوں اور عورتوں کا ایک بڑا حصہ اب عیسائی نہیں رہا۔ اور شاید یہ کہنا بھی صحیح ہوگا کہ ان کی اکثریت اب ایسی ہے۔ اسی طرح افریقہ کے بارہ میں ان لوگوں کے مختلف بیانات ہیں، خود تسلیم کرتے ہیں کہ یہ تعلیم اب ختم ہو رہی ہے تو ان کو پتہ ہے اس لئے ایک ہی حل رہ گیا کہ اسلام کے خلاف غلط قسم کے ہتھکنڈے استعمال کئے جائیں۔ جبر کے بارہ میں اسلام کا جو نظریہ غیر مسلم پیش کرتے ہیں اس کی کیا حقیقت ہے؟ کہتے ہیں کہ قیصر کو قرآن کے احکامات کا علم تھا۔ تو دیکھ لیں قرآن کیا کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَکْفُرْ﴾ (الکہف:30) اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ اعلان کروا دیا کہ تم دنیا کو بتا دو کہ اسلام حق ہے اور تمہارے رب کی طرف سے ہے۔ پس جو چاہے اس پر ایمان لائے اور جو چاہے انکار کر دے کیونکہ ﴿لَاۤ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ﴾ (البقرہ:257) کا حکم ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے ﴿قُلْ یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ قَدْ جَآءَکُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکُمْ فَمَنِ اھْتَدٰی فَاِنَّمَا یَھْتَدِیْ لِنَفْسِہٖ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا یَضِلُّ عَلَیْھَا وَمَاۤ اَنَا عَلَیْکُمْ بِوَکِیْلٍ﴾ (یونس:۱۰۹) یعنی اے رسول! تو لوگوں سے کہہ دے کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق آیا ہے پس جو شخص ہدایت کو قبول کرے گا اس کا فائدہ اسی کے نفس کو ہوگا اور جو غلط راستے پر چلے گا اس کا وبال بھی اس کی جان پر ہے۔ میں کوئی تمہاری ہدایت کا ذمہ دار نہیں ہوں۔ اس کا عملی نمونہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھایا۔ چنانچہ جب بنو نضیر کو اپنی بعض زیادتیوں اور حرکتوں کی سے جلاوطنی کی سزا ملی تو انصار نے اپنی اولاد کو جو انصار نے پیدائش کے وقت بنو نضیر کو دے دی تھی، ان سے واپس لینا چاہا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں جو تم دے چکے وہ دے چکے اب دین کے معاملے میں کوئی جبر نہیں، یہ اب ان کے پاس ہی رہیں گے۔

یہ آپ کی تعلیم ہی تھی جس کی وجہ سے آپؐ کے خلفاء اور صحابہؓ اس بات کو سمجھتے ہوئے اس کی پابندی کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کے ایک غلام خود بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے مجھے کئی دفعہ کہا کہ مسلمان ہو جاؤ لیکن میرے انکار پر آپؓ یہ کہتے کہ ٹھیک ہے، اسلام میں جبر نہیں ہے۔ اور جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو فرمایا کہ مَیں تمہیں آزاد کرتا ہوں، جہاں جانا چاہتے ہو چلے جاؤ۔ تو اسلام میں آزادیٔ مذہب کی یہ تعلیم اور یہ عمل ہیں۔ ایک غلام پر بھی سختی نہیں کی گئی۔ اور پوپ صاحب کہتے ہیں کہ اسلام کے مذہب میں ظلم اور سختی رکھی گئی ہے۔

پھر قرآن کریم فرماتا ہے۔ ﴿وَقُلْ لِّلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ وَالْاُمِّیّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اھْتَدَوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْکَ الْبَلٰغُ وَاللّٰہُ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ﴾ (آل عمران:21) اے رسول! ﷺ ان لوگوں کو کہہ دے کہ جنہیں کتاب دی گئی ہے اور جو اُمّی ہیں یعنی بے علم ہیں کہ کیا تم اسلام کو قبول کرتے ہو۔ پس اگر وہ فرمانبرداری اختیار کریں، اسلام قبول کر لیں تو وہ ہدایت پا گئے اور اگر وہ منہ پھیر لیں تو تیرے ذمہ صرف پہنچا دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ بندوں کو دیکھ رہا ہے۔ یعنی اب یہ خدا کا کام ہے وہ خود ہی فیصلہ کرے گا کہ کس کو پکڑنا ہے، کس کو سزا دینی ہے، کس سے کیا سلوک کرنا ہے۔ پس یہ احکام ہیں۔ اور یہ آخری آیت جو مَیں نے پڑھی ہے، یہ فتح مکہ کے بعد کی ہے جب طاقت تھی۔ پس بودے اعتراضات کی بجائے ان کو عقل اور انصاف سے کام لینا چاہئے۔ اسلام میں جبر کی ایک بھی مثال نہیں ملتی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ آپؐ نے جبر کیا۔ آپ کو تو یہ بھی گوارا نہ تھا کہ کوئی منافقت سے اسلام قبول کرے۔ چنانچہ ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک کافر قیدی پیش ہوا اور اس نے آپؐ سے عرض کی کہ مجھے قید کیوں کیا گیا ہے، مَیں تو مسلمان ہوں۔ آپؐ نے فرمایا اب نہیں پہلے اسلام لاتے تو ٹھیک تھا، اب تم جنگی قیدی ہو اور رہائی حاصل کرنے کے لئے مسلمان بن رہے ہو۔ آپؐ نے اس کو جبر سے مسلمان بنانا نہیں چاہا۔ آپ تو چاہتے تھے کہ دل اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کئے جائیں۔ چنانچہ بعد میں اس قیدی کو دو مسلمانوں کی آزادی پر آزاد کر دیا گیا۔

اسلام میں جنگوں کا حکم صرف اُس وقت تک ہے جب تک دشمن جنگ کر رہا ہے یا فتنے کے حالات پیدا کر رہا ہے۔ جب حالات ٹھیک ہو جائیں اور فتنہ ختم ہو جائے تو فرمایا تمہیں کوئی حق نہیں کہ جنگ کرو۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَقٰتِلُوْھُمْ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ وَّیَکُوْنَ الدِّیْنُ لِلّٰہِ۔ فَاِنِ انْتَھَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَی الظّٰلِمِیْنَ﴾ (البقرۃ:194) یعنی اے مسلمانو! تم اُن کفار سے جنگ کرو جو جنگ کرتے ہیں، اس وقت تک کہ ملک میں فتنہ نہ رہے اور ہر شخص اپنے خدا کے لئے (نہ کسی ڈر اور تشدد کی وجہ سے) جو دین بھی چاہے رکھ سکے۔ اور اگر یہ کفار اپنے ظلموں سے باز آ جائیں تو تم بھی رک جاؤ کیونکہ تمہیں ظالموں کے سوا کسی کے خلاف جنگی کارروائی کرنے کا حق نہیں ہے۔

یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم اُن کفار سے جو تم سے لڑتے ہیں، اُس وقت تک لڑو کہ ملک میں فتنہ نہ رہے۔ اس کے بارے میں ایک جگہ ذکر آیا ہے۔ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ ہم نے اس حکمِ الٰہی کی تعمیل یوں کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جب مسلمان بہت تھوڑے تھے اور جو شخص اسلام لاتا تھا اس کو کفار کی طرف سے اسلام کے راستے میں دکھ دیا جاتا تھا۔ بعض کو قتل کر دیا جاتا تھا اور بعض کو قید کر دیا جاتا تھا۔ پس ہم نے اس وقت تک جنگ کی کہ مسلمانوں کی تعداد اور طاقت زیادہ ہوگئی اور نو مسلموں کے لئے فتنہ نہ

رہا۔اس کے بعد جب کفار کی طرف سے فتنہ ختم ہوگیا تو بات ختم ہوگئی۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَلَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ﴾ (سورة المائدة آیت ۹) کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ تعالیٰ کی خاطر مضبوطی سے نگرانی کرتے ہوئے انصاف کی تائید میں گواہ بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو، یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو۔ اللہ یقیناً اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو۔

پس یہ انصاف تھا جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی ایک انقلاب پیدا کیا اور بعد میں بھی یہ انقلاب پیدا ہوا۔ اگر صحابہ کی زندگیوں کو دیکھیں، ان کے جائزے لیں تو پتہ لگتا ہے کہ جو انقلاب ان میں آیا وہ زبردستی دین بدلنے سے نہیں آتا بلکہ اس وقت آتا ہے جب دل تبدیل ہو جائیں۔ اس وقت آتا ہے جب دشمنوں سے بھی ایسا حسن سلوک ہو کہ دشمن بھی گرویدہ ہو جائے۔ چنانچہ فتح مکہ کے موقع پر عکرمہ جو شدید ترین مخالف اسلام تھا اور جو فرار ہو گیا۔ جب اس کی بیوی نے اس کو واپس لانے کے لئے آپؐ سے معافی کی درخواست کی اور آپؐ نے معاف فرما دیا تو پھر ان میں ایسا انقلاب آیا جو تلوار کے زور سے نہیں لایا جا سکتا۔ ایمان میں وہ ترقی ہوئی جو بغیر محبت کے نہیں ہو سکتی۔ اخلاص سے اس طرح دل پر ہوئے جو بغیر محبت کے نہیں ہو سکتے۔ قربانی کے معیار اس طرح بڑھے جو دلوں کے بدلنے کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتے۔ انہوں نے اسلام کی خاطر جو غیرت دکھائی وہ اس تعلیم کو سمجھنے سے ہی پیدا ہو سکتی ہے۔ اور پھر صحابہ نے محبت اور اسلام کی غیرت کے ایسے ایسے نمونے دکھائے کہ تاریخ ان واقعات سے بھری پڑی ہے۔ یہی عکرمہ جن کا مَیں ذکر کر رہا ہوں، ان کے بارہ میں آتا ہے کہ پہلے ہر لڑائی میں وہ آنحضرت ﷺ کے خلاف لڑا اور اپنی کوششیں اسلام کو مٹانے کے لئے صرف کر دیں۔ بالآخر جب مکہ فتح ہوا تو جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے آنحضرت ﷺ کی ماتحتی کو اپنے لئے موجب ذلت سمجھ کر مکہ سے بھاگ گیا۔ اور جب وہ مسلمان ہو گئے تو اخلاص کا یہ حال تھا کہ حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ خلافت میں انہوں نے باغیوں کا قلع قمع کرنے میں بے نظیر جانثاریاں دکھائیں۔ اور کہتے ہیں کہ جب ایک جنگ میں سخت گھمسان کا رَن پڑا اور لوگ اس طرح کٹ کٹ کر گر رہے تھے جیسے درانتی کے سامنے گھاس کٹتا ہے، اُس وقت عکرمہ ساتھیوں کو لے کر عین قلب لشکر میں جا گھسے۔ بعض لوگوں نے منع کیا کہ اس وقت لڑائی کی حالت سخت خطرناک ہو رہی ہے اور اس طرح دشمن کی فوج میں گھسنا ٹھیک نہیں ہے۔ لیکن عکرمہ نہیں مانے اور یہ کہتے ہوئے آگے بڑھ گئے کہ مَیں لات اور عزیٰ کی خاطر محمد رسول اللہ ﷺ سے لڑا ہوں۔ آج خدا کے رستہ میں لڑتے ہوئے پیچھے نہیں رہوں گا۔ اور جب لڑائی کے خاتمہ پر دیکھا گیا تو ان کی لاش نیزوں اور تلوار کے زخموں سے چھلنی تھی۔

ان کی مالی قربانی کے بارہ میں آتا ہے کہ غنیمت کا جتنا مال عکرمہ کو ملتا تھا وہ صدقہ دے دیا کرتے تھے۔ خدمت دین میں بے دریغ خرچ کرتے تھے۔ تو یہ تبدیلیاں جو دلوں میں پیدا ہوتی ہیں یہ تلوار کے زور سے پیدا نہیں ہوتیں۔ (اصابہ واسد الغابہ واستیعاب)

غیر مسلموں کا الزام ہے کہ زبردستی مذہب تبدیل کرتے تھے۔ تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے جو ان باتوں کو جھٹلاتے ہیں۔ ہم دیکھ ہی آئے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی تعلیم کیا تھی۔ ایک واقعہ کا ذکر ہے، آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا لَمْ یَرِحْ رَآئِحَةَ الْجَنَّةِ۔ یعنی جو مسلمان کسی ایسے غیر مسلم کے قتل کا مرتکب ہوگا جو کسی لفظی یا عملی معاہدہ کے نتیجہ میں اسلامی حکومت میں داخل ہو چکا ہے۔ وہ علاوہ اس دنیا کی سزا کے، قیامت کے دن بھی جنت کی ہوا سے محروم رہے گا۔

پھر آپ کے خلفاء کا کیا طریق تھا۔ روایت آتی ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ ایک ایسی جگہ سے گزرے جہاں غیر مسلموں سے جزیہ وصول کرنے میں سختی کی جا رہی تھی۔ یہ دیکھ کر حضرت عمرؓ فوراً رک گئے اور غصہ کی حالت میں دریافت فرمایا کہ کیا معاملہ ہے۔ عرض کیا گیا کہ یہ لوگ جزیہ ادا نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ ہمیں اس کی طاقت نہیں ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ پھر کوئی وجہ نہیں کہ ان پر وہ بوجھ ڈالا جائے جس کی یہ طاقت نہیں رکھتے، انہیں چھوڑ دو۔ مَیں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جو شخص دنیا میں لوگوں کو تکلیف دیتا ہے وہ قیامت کے دن خدا کے عذاب کے نیچے ہوگا۔ چنانچہ ان لوگوں کو جزیہ معاف کر دیا گیا۔

(کتاب الخراج فصل فی من تجب علیه الجزیة)

حضرت عمرؓ کو آنحضرت ﷺ کے تاکیدی ارشادات کے ماتحت اپنی غیر مسلم رعایا کا اس قدر خیال تھا کہ انہوں نے فوت ہوتے وقت خاص طور پر ایک وصیت کی جس کے الفاظ یہ تھے کہ مَیں اپنے بعد میں آنے والے خلیفہ کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اسلامی حکومت کی غیر مسلم رعایا سے بہت نرمی اور شفقت کا معاملہ کرے، ان کے معاہدات کو پورا کرے، ان کی حفاظت کرے، ان کے لئے ان کے دشمنوں سے لڑے اور ان پر قطعاً کوئی ایسا بوجھ یا ذمہ داری نہ ڈالے جو ان کی طاقت سے زیادہ ہو۔ (کتاب الخراج صفحہ 72)

اگر زبردستی مسلمان کیا جاتا تو پھر یہ صورت کیوں ہوتی۔ پھر خیبر کے یہودیوں کے ساتھ آنحضرت ﷺ کا معاہدہ ہوا تھا۔ آنحضرت ﷺ ان سے محاصل کی وصولی کے لئے اپنے صحابی عبداللہ بن رواحہؓ کو بھیجا کرتے تھے۔ آپ کی تعلیم کے ماتحت عبداللہ بن رواحہ فصل کی بٹائی میں اس قدر نرمی سے کام لیتے تھے کہ فصل کے دو حصے کر کے یہودیوں کو اختیار دے دیتے تھے کہ ان حصوں میں سے جو حصہ تم پسند کر لو لے لو اور پھر جو حصہ پیچھے رہ جاتا تھا وہ خود لے لیتے تھے۔ (ابوداؤد کتاب البیوع باب فی المساقاة)

جیسا کہ مَیں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور تعامل کے ماتحت حضرت عمرؓ کو اسلامی حکومت کی غیر مسلم رعایا کے حقوق اور آرام کا بہت خیال تھا۔ وہ اپنے گورنروں کو تاکید کرتے رہتے تھے کہ ذمیوں کا خاص خیال رکھیں اور خود بھی پوچھتے رہتے تھے کہ تمہیں کوئی تکلیف تو نہیں۔ چنانچہ ایک دفعہ ذمیوں کا ایک وفد حضرت عمرؓ کی خدمت میں پیش ہوا تو حضرت عمرؓ نے ان سے پہلا سوال یہی کیا کہ مسلمانوں کی طرف سے تمہیں کوئی تکلیف تو نہیں ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے مسلمانوں کی طرف سے حسنِ وفا اور حسنِ سلوک کے سوا کچھ نہیں دیکھا۔ (طبری جلد 5 صفحہ 2560)

جب شام فتح ہوا تو مسلمانوں نے شام کی عیسائی آبادی سے ٹیکس وصول کیا لیکن اس کے تھوڑے عرصے بعد رومی سلطنت کی طرف سے پھر جنگ کا اندیشہ پیدا ہو گیا جس پر شام کے اسلامی امیر حضرت ابو عبیدہؓ نے تمام وصول شدہ ٹیکس عیسائی آبادی کو واپس کر دیا اور کہا کہ جنگ کی وجہ سے جب ہم تمہارے حقوق ادا نہیں کر سکتے تو ہمارے لئے جائز نہیں کہ یہ ٹیکس اپنے پاس رکھیں۔ عیسائیوں نے یہ دیکھ کر بے اختیار مسلمانوں کو دعا دی اور کہا خدا کرے تم رومیوں پر فتح پاؤ اور پھر اس ملک کے حاکم بنو۔

(کتاب الخراج ابویوسف صفحہ 80-82۔ فتوح البلدان بلاذری صفحہ 146)

مسلمانوں کا یہ سلوک تھا۔ چنانچہ جب دوبارہ فتح ہوئی اور مسلمان پھر واپس آئے تو پھر اسی طرح ٹیکس وصول ہونا شروع ہو گیا۔ اب یہ بتائیں کہ کیا اس کو زبردستی کہتے ہیں؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر الزام لگانے والے اگر انصاف کی نظر سے دیکھیں، تاریخ پڑھیں تو ان کو نظر آئے گا کہ آپؐ غیر مسلموں کا کتنا درد رکھتے تھے۔ اسلام کی دعوت دیتے تھے تو پیار اور نرمی کے ساتھ کہ اس شخص کی جان کے لئے فائدہ ہے۔ ایک روایت میں ذکر آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ اپنے غلبہ اور حکومت کے زمانے میں بھی غیر مسلموں کے احساسات کا بہت خیال رکھتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ مدینے میں ایک یہودی نوجوان بیمار ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہوا تو آپؐ اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ اور اس کی حالت کو نازک پا کر آپؐ نے اسے اسلام کی تبلیغ فرمائی۔ وہ آپؐ کی تبلیغ سے متاثر ہوا مگر چونکہ اس کا باپ زندہ تھا اور اس وقت پاس ہی کھڑا تھا وہ ایک سوالیہ شکل بنا کے اپنے باپ کو دیکھنے لگا۔ باپ نے بیٹے سے کہا کہ اگر تم قبول کرنا چاہتے ہو تو کر لو۔ چنانچہ لڑکے نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ایک روح آگ کے عذاب سے بچ گئی۔ (بخاری کتاب الجنائز باب اذا اسلم الصبی)

اب اس قرآنی تعلیم سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کی چند مثالوں سے جو مَیں نے بیان کی ہیں ظلم کی اور جو الزام لگایا جاتا ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے اس کی حقیقت تو واضح ہو گئی۔ یہ تو پتہ چل گیا کہ اسلام کس طرح پھیلا ہے۔ اور شروع میں جو مَیں نے بتایا تھا کہ سپین میں کیا سلوک ہوا اس سے ان لوگوں کی حقیقت بھی واضح ہو گئی۔ انصاف پسند عیسائی مستشرقین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ اس کی بھی مَیں چند مثالیں پیش کرتا ہوں۔

کارلائل صاحب اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ "ہم لوگوں (یعنی عیسائیوں) میں جو یہ بات مشہور ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک پُرفن اور فطرتی شخص اور جھوٹے دعویدار نبوت تھے اور ان کا مذہب دیوانگی اور خام خیالی کا ایک تودہ ہے۔ اب یہ سب باتیں لوگوں کے نزدیک غلط ٹھہرتی جاتی ہیں۔ جو جھوٹی باتیں متعصب عیسائیوں نے اس انسان (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کی نسبت بنائی تھیں اب وہ الزام قطعاً ہماری روسیاہی کا باعث ہیں۔ اور جو باتیں اس انسان (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی زبان سے نکالی تھیں 1200 برس سے 18 کروڑ آدمیوں کے لئے بمنزلہ ہدایت کے قائم ہیں۔ (اُس وقت 18 کروڑ تھے جب انہوں نے لکھا تھا)۔ اس وقت جتنے آدمی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کلام پر اعتقاد رکھتے ہیں ان

سے بڑھ کر اُور کسی کے کلام پر اس زمانے کے لوگ یقین نہیں رکھتے۔میرے نزدیک اس خیال سے بدتر اور ناخدا پرستی کا کوئی دوسرا خیال نہیں ہے کہ جھوٹے آدمی نے یہ مذہب پھیلایا۔

(Thomas Carlyle,'On Heros, Hero-Worship and the Heroic in History'.Pages 43&44 U of Nebraska Press(1966)

پھر سر ولیم میور (یہ کافی متعصب بھی ہیں بعض باتیں غلط بھی لکھی ہوئی ہیں) یہ بھی لکھتے ہیں کہ ’’ہم بلا تامل اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہمیشہ کے واسطے اکثر توہمات باطلہ کو جن کی تاریکی مدتوں سے جزیرہ نمائے عرب پر چھارہی تھی کالعدم کر دیا۔بلحاظ معاشرت کے بھی اسلام میں کچھ کم خوبیاں نہیں ہیں۔مذہب اسلام اس بات پر فخر کر سکتا ہے کہ اس میں پرہیزگاری کا ایک ایسا درجہ موجود ہے جو کسی اور مذہب میں نہیں ہے‘‘۔

(Sir William Muir 'The Life of Muhammad' Vol.IV.Page 534.Kessinger Publishing.(1st published 1878, this edition 2003)

پھر ایڈورڈ گبن لکھتے ہیں ’’حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سیرت میں سب سے آخری بات جو غور کے لائق ہے وہ یہ ہے کہ ان کی رسالت لوگوں کے حق میں مفید ہوئی یا مضر؟ جو لوگ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سخت دشمن ہیں وہ بھی اور عیسائی اور یہودی بھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو باوجود پیغمبر برحق نہ ماننے کے اس بات کو ضرور تسلیم کریں گے کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دعویٰ نبوت ایک نہایت مفید مسئلے کی تلقین کے لئے کیا تھا۔گو وہ یہ کہیں کہ صرف ہمارے ہی مذہب کا مسئلہ اس سے اچھا ہے۔گویا وہ اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ سوائے ہمارے مذہب کے تمام دنیا کے اُور مذاہب سے مذہب اسلام اچھا ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انسان کے خون کے کفارے کو نماز و روزہ و خیرات سے بدل دیا جو ایک پسندیدہ اور سیدھی سادی عبادت ہے۔یعنی جو انسان کی قربانی بتوں پر ہوتی تھی اس کو معدوم کر دیا۔آنحضرتؐ نے مسلمانوں میں نیکی اور محبت کی ایک روح پھونک دی،آپس میں بھلائی کرنے کی ہدایت کی اور اپنے احکام اور نصیحتوں سے انتقام کی خواہش اور بیوہ عورتوں اور یتیموں پر ظلم و ستم کو روک دیا۔قومیں جو ایک دوسرے کی جانی دشمن تھیں وہ اعتقاد و فرمانبرداری میں متفق ہو گئیں اور خانگی جھگڑوں میں جو بہادری بیہودہ طور سے صرف ہوتی تھی وہ نہایت مستعدی سے غیر ملک کے دشمن کے مقابلے پر مائل ہوگئی‘‘۔

(Edward Gibbon'The History of the Decline and Fall of the Roman Empire' Vol.V.Page 231.Penguins Classics(1st published 1788.this edition 1996)

پھر جان ڈیون پورٹ لکھتے ہیں ’’اس بات کا خیال کرنا بہت بڑی غلطی ہے کہ قرآن میں جس عقیدے کی تلقین کی گئی ہے اس کی اشاعت بزورِ شمشیر ہوئی۔کیونکہ جن لوگوں کی طبیعتیں تعصب سے مبرّا ہیں وہ بلا تامل اس بات کو تسلیم کریں گے کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دین جس کے ذریعہ سے انسانوں کی قربانی کے بدلے نماز اور خیرات جاری ہوئی اور جس نے عداوت اور دائمی جھگڑوں کی جگہ فیاضی اور حسن معاشرت کی ایک روح لوگوں میں پھونک دی۔وہ مشرقی دنیا کے لئے ایک حقیقی برکت تھا اور اسی وجہ سے خاص کر آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ان خونریز تدبیروں کی ضرورت نہ ہوئی جن کا استعمال بلا استثناء اور بلا امتیاز حضرت موسیٰؑ نے بت پرستی کے نیست و نابود کرنے کے لئے کیا تھا۔پس ایسے اعلیٰ وسیلہ کی نسبت جس کو قدرت نے بنی نوع انسان کے خیالات و مسائل پر مدت دراز تک اثر ڈالنے کے لئے پیدا کیا ہے گستاخانہ پیش آنا اور جاہلانہ مذمت کرنا کیسی لغو بات ہے‘‘۔

(John Devonport 'An Apology for Muhammad and the Quran'.(1st published 1869)

ایڈورڈ گبن صاحب لکھتے ہیں ’’مسلمانوں کی لڑائیوں کو ان کے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مقدس قرار دیا تھا مگر آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی حیات میں جو مختلف نصیحتیں کیں اور نظیریں قائم کیں ان سے خلفاء نے دوسرے مذاہب کو آزادی دینے کا سبق حاصل کیا۔ملک عرب میں حضرت محمد (ﷺ) کے خدا کی عبادت گاہ اور ان کا مفتوحہ ملک تھا۔اگر وہ چاہتے تو وہاں کے بہت سے دیوتاؤں کے ماننے والوں اور بت پرستوں کو شرعاً نیست و نابود کر سکتے تھے مگر آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نے انصاف کو قائم فرما کر نہایت عاقلانہ تدبیریں اختیار کیں‘‘۔

(Edward Gibbon'The History of the Decline and Fall of the Roman Empire' Vol.V.Page 315.Penguins Classics(1st published 1788.this edition 1996)

کاؤنٹ ٹالسٹائے لکھتے ہیں کہ ’’اس میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک عظیم المرتبت مصلح تھے جنہوں نے انسانوں کی خدمت کی۔آپؐ کے لئے یہ فخر کیا کم ہے کہ آپؐ امت کو نورِ حق کی طرف لے گئے اور اسے اس قابل بنا دیا کہ وہ امن و سلامتی کی دلدادہ ہو جائے۔زہد و تقویٰ کی زندگی کو ترجیح دینے لگے۔آپ نے اسے انسانی خونریزی سے منع فرمایا۔اس کے لئے حقیقی ترقی اور تمدن کی راہیں کھول دیں۔اور یہ ایک ایسا عظیم الشان کام ہے جو اس شخص سے انجام پا سکتا ہے جس کے ساتھ کوئی مخفی قوت ہو اور ایسا شخص یقیناً عام اکرام و احترام کا مستحق ہے‘‘۔

(Count Tolstoy.Islamic Network.accessed via http://www.islaam.net/main/)

پھر برنارڈ شا لکھتے ہیں کہ ’’ازمنہ وسطیٰ میں عیسائی راہبوں نے جہالت اور تعصب کی وجہ سے مذہب اسلام کی بڑی بھیانک تصویر پیش کی ہے۔بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی۔انہوں نے تو حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اچھے لفظوں میں یاد نہیں کیا۔مَیں نے ان باتوں کا بغور مطالعہ اور مشاہدہ کیا ہے اور مَیں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک عظیم ہستی اور صحیح معنوں میں انسانیت کے نجات دہندہ ہیں‘‘۔

(George Bemard Shaw 'The Genuine Islam' Vol.1 No.8 (1936) accessed from Wikipedia via:http://en.wikipedia.org/wiki/Non-Islamic-views-of-Muhammad)

پھر ایک عیسائی مؤرخ ریورنڈ باسورتھ سمتھ کہتے ہیں کہ ’’مذہب اور حکومت کے رہنما اور گورنر کی حیثیت سے پوپ اور قیصر کی دو شخصیتیں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ایک وجود میں جمع تھیں۔آپ پوپ تھے مگر پوپ کی طرح ظاہر داریوں سے پاک۔آپ قیصر تھے لیکن قیصر کے جاہ و حشم سے بے نیاز۔اگر دنیا میں کسی شخص کو یہ کہنے کا حق حاصل ہے کہ اس نے باقاعدہ فوج کے بغیر محل شاہی کے بغیر اور لگان کی وصولی کے بغیر صرف خدا کے نام پر دنیا میں امن و انتظام قائم رکھا تو وہ صرف محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔آپ کو اس ساز و سامان کے بغیر ہی سب طاقتیں حاصل تھیں‘‘۔

(R.Bosworth Smith 'Muhammad and Muhammadanism' pade 262.Book tree.(1st published 1876,this edition 2002)

پھر پرنگل کینیڈی صاحب لکھتے ہیں کہ ’’کھلے لفظوں میں (کہا جائے تو) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) زمانے کے عظیم انسان تھے۔آپؐ کی حیران کن کامیابی کے لئے ہمیں لازماً ان کے حالات زمانہ کو سمجھنا چاہئے۔حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کے ساڑھے پانچ سو سال بعد آپؐ اس دنیا میں تشریف لائے۔اس زمانے میں یونان، روم اور بحیرۂ عرب کی ایک سو ایک ریاستوں کے تمام قدیم مذاہب اپنی افادیت کھو چکے تھے۔اس کی جگہ رومن حکومت کا دبدبہ ایک زندہ حقیقت کا روپ دھار چکا تھا اور شہنشاہ قیصر روم کے مطابق حکومت وقت کی پرستش اور اطاعت گویا رومی حکومت کا مذہب بن چکا تھا۔یہ بجا کہ دیگر مذاہب بھی موجود تھے مگر وہ اپنے مذہب کے باوجود اس نئی عوامی روش کے پابند ہو چکے تھے۔لیکن شہنشاہیت روما دنیا کو سکون نہ دے سکی۔چنانچہ مشرقی مذاہب اور مصر، شام اور ایران کی توہم پرستی نے رومی سلطنت میں نفوذ شروع کیا اور مذہبی لوگوں کی اکثریت کو زیرِ اثر کر لیا۔ان تمام مذاہب کی مہلک خرابی یہ تھی کہ وہ کئی پہلوؤں سے قابل شرم حد تک گر چکے تھے۔عیسائیت جس نے چوتھی صدی میں سلطنت روما کو فتح کیا تھا، رومن اقتدار اپنا چکی تھی۔اب عیسائیت وہ خالص فرقہ نہ رہا تھا جس کی تعلیم اسے تین صدیاں قبل دی گئی تھی، وہ سراسر غیر روحانی، تمول پسند اور مادیت زدہ ہو چکی تھی۔پھر کیسے چند ہی سالوں میں اس حالت میں ایک انقلاب پیدا ہو گیا؟ ہاں یہ کیسے ہوا کہ 650ء میں (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد) دنیا کا ایک بہت بڑا خطہ پہلے کے مقابل پر ایک مختلف دنیا میں تبدیل ہو گیا۔بلاشبہ یہ تاریخ انسانی کا ایک نہایت شاندار باب ہے۔پھر یہ انقلاب آگے بڑھا......انتہا پرست عیسائیوں اور مستشرقین کی مخالفانہ رائے کے باوجود ان گہرے اثرات میں کوئی کمی نہیں آ سکتی جو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندگی نے تاریخ عالم پر ثبت کئے۔ماننا پڑتا ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) انسان کے برپا کردہ انقلاب کی اعلیٰ ترین مثال ہیں‘‘۔

(Pringle Kennedy.'Arabian Society at the time of Muhammad'. pages 8,10,18,21)

ایس پی سکاٹ لکھتے ہیں کہ ’’اگر مذہب کا مقصد اخلاق کی ترویج، برائی کا خاتمہ، انسانی خوشی و خوشحالی کی ترقی اور انسان کی ذہنی صلاحیتوں کا جلا ہے اور اگر نیک اعمال کی جزا اسی بڑے دن ملنی ہے جب تمام بنی نوع انسان قیامت کے دن خدا کے حضور پیش کئے جائیں گے تو پھر یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بلاشبہ خدا کے رسول تھے، ہرگز بے بنیاد اور بے دلیل (دعویٰ) نہیں ہے‘‘۔

(S.P.Scott,'History of The Moorish Empire in Europe'. Page 126)

کافی حوالے ہیں لیکن میں مختصر کرتا ہوں۔

Ruth Cranston 'World Faith' میں لکھتے ہیں کہ محمد عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کبھی بھی جنگ یا خونریزی کا آغاز نہیں کیا۔ ہر جنگ جو انہوں نے لڑی مدافعانہ تھی۔ وہ اگر لڑے تو اپنی بقا کو برقرار رکھنے کے لئے اور ایسے اسلحہ اور طریق سے لڑے جو اس زمانے کا رواج تھا۔ یہ بات یقین سے کہی جاسکتی ہے کہ چودہ کروڑ (یہ 1950ء کے قریب کی پرانی بات ہے) عیسائیوں میں سے جنہوں نے حال ہی میں ایک لاکھ بیس ہزار سے زائد انسانوں کو ایک بم سے ہلاک کردیا ہو، کوئی ایک قوم بھی ایسی نہیں جو ایک ایسے لیڈر پر شک کی نظر ڈال سکے جس نے اپنی تمام جنگوں کے بدترین حالات میں بھی صرف پانچ یا چھ سو افراد کو ہلاک کیا ہو۔ ساتویں صدی کے تاریکی کے دور میں جب لوگ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہورہے ہوں، عرب کے نبی کے ہاتھوں ہونے والی ان ہلاکتوں کا آج کی روشن بیسویں صدی کی ہلاکتوں سے مقابلہ کرنا ایک حماقت کے سوا کچھ نہیں۔ جو قتل انکیوئزیشن (Inquisition) اور صلیبی جنگوں کے زمانے میں ہوئے اس کے بیان کی تو حاجت ہی نہیں جب عیسائی جنگجوؤں نے اس بات کو ریکارڈ کیا کہ وہ "ان مسلمان بے دینوں کی کٹی پھٹی لاشوں کے درمیان ٹخنے ٹخنے خون میں لت پت تھے"۔

(Ruth Cranston 'World Faith', p:155 Ayer publishing (1949)

پھر ڈیون پورٹ لکھتے ہیں "یہ بات یقینی طور پر کامل سچائی کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ اگر مسلمان مجاہدین اور ترکوں کی جگہ ایشیا کے حکمران مغربی شہزادے ہو گئے ہوتے تو مسلمانوں کے ساتھ اس مذہبی رواداری کا سلوک نہ کرتے جو مسلمانوں نے عیسائیت کے ساتھ کیا۔ کیونکہ عیسائیت نے تو اپنے ان ہم مذہبوں کو نہایت تعصب اور ظلم کے ساتھ تشدد کا نشانہ بنایا جن کے ساتھ ان کے مذہبی اختلافات تھے"۔

(John Davonport 'An Apology for Muhammad and the Quran'(1st published 1869)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"مضمون پڑھنے والے نے ایک یہ اعتراض پیش کیا کہ قرآن شریف میں لوگوں کو زبردستی مسلمان بنانے کا حکم ہے۔ (فرماتے ہیں کہ) معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کو نہ اپنی ذاتی کچھ عقل ہے اور نہ علم۔ صرف پادریوں کا کاسہ لیس ہے۔ کیونکہ پادریوں نے اپنے نہایت کینہ اور بغض سے جیسا کہ ان کی عادت ہے، محض افتراء کے طور پر اپنی کتابوں میں یہ لکھ دیا ہے کہ اسلام میں جبراً مسلمان بنانے کا حکم ہے۔ سو اس نے اور اس کے دوسرے بھائیوں نے بغیر تحقیق اور تفتیش کے وہی پادریوں کے مفتریانہ الزام کو پیش کردیا۔ قرآن شریف میں تو کھلے کھلے طور پر یہ آیت موجود ہے لَاۤ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ۔ قَدۡ تَّبَیَّنَ الرُّشۡدُ مِنَ الۡغَیِّ (البقرہ:257) یعنی دین میں کوئی جبر نہیں، تحقیق ہدایت اور گمراہی میں کھلا کھلا فرق ظاہر ہوگیا ہے۔ پھر بھی جبر کی کیا حاجت ہے۔ تعجب کہ باوجودیکہ قرآن شریف میں اس قدر تصریح سے بیان فرمایا ہے کہ دین کے بارے میں جبر نہیں کرنا چاہئے پھر بھی جن کے دل بغض اور دشمنی سے سیاہ ہورہے ہیں۔ ناحق خدا کے کلام پر جبر کا الزام دیتے ہیں۔

اب ہم ایک اور آیت لے کر منصفین سے انصاف چاہتے ہیں کہ وہ خدا سے ڈر کر ہمیں بتلاویں کہ کیا اس آیت سے جبر کی تعلیم ثابت ہوتی ہے یا برخلاف اس کے ممانعت جبر کا حکم بپایہ ثبوت پہنچتا ہے۔ اور وہ آیت یہ ہے کہ وَاِنۡ اَحَدٌ مِّنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ اسۡتَجَارَکَ فَاَجِرۡہُ حَتّٰی یَسۡمَعَ کَلٰمَ اللّٰہِ ثُمَّ اَبۡلِغۡہُ مَاۡمَنَہٗ ذٰلِکَ بِاَنَّہُمۡ قَوۡمٌ لَّا یَعۡلَمُوۡنَ (الجز نمبر 10 سورۃ التوبہ) اگر تجھ سے اے رسول! کوئی مشرکوں میں سے پناہ کا خواستگار ہو تو اس کو پناہ دے دو اور اس وقت تک اس کو اپنی پناہ میں رکھو کہ وہ اطمینان سے خدا کے کلام کو سن سمجھ لے اور پھر اُس کو اس کی امن کی جگہ پر واپس پہنچا دو۔ یہ رعایت ان لوگوں کے حق میں اس وجہ سے کرنی ضرور ہے کہ یہ لوگ اسلام کی حقیقت سے واقف نہیں ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ اگر قرآن شریف جبر کی تعلیم کرتا تو یہ حکم نہ دیتا کہ جو کافر قرآن شریف کو سننا چاہے تو جب وہ سن چکے اور مسلمان نہ ہو تو اُس کو اُس کی امن کی جگہ پہنچا دینا چاہئے بلکہ یہ حکم دیتا کہ جب ایسا کافر قابو میں آجاوے تو وہیں اُس کو مسلمان کرلو"۔

(چشمۂ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 232-233)

اگلا سوال جو انہوں نے اٹھایا ہوا ہے وہ یہ ہے کہ اسلام کا خدا ایسا خدا ہے جس کو عقل تسلیم نہیں کرتی۔ اسلام کا خدا تو ایسا خدا ہے جو اپنے وجود کو تسلیم کرانے کے لئے انسانوں کو عقل کی طرف بلاتا ہے۔ اگر یہ تصور ہر ایک میں ہے کہ خدا زمین و آسمان کو پیدا کرنے والا ہے اور اس کا مالک ہے تو پھر یہ بھی تسلیم کرنا چاہئے کہ وہ تمام قدرتوں کا مالک ہے۔ اسلام کے خدا کے نظریہ استہزاء اڑانے کی بجائے عقل اور تدبر کی ضرورت ہے

۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: "اسلام کا خدا وہی سچا خدا ہے جو آئینہ قانون قدرت اور صحیفۂ فطرت سے نظر آرہا ہے۔ اسلام نے کوئی نیا خدا پیش نہیں کیا بلکہ وہی خدا پیش کیا ہے جو انسان کا نورِ قلب اور انسان کا کانشنس اور زمین و آسمان پیش کررہا ہے"۔

(تبلیغ رسالت جلد ششم صفحہ 15)

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ "جاننا چاہئے کہ جس خدا کی طرف ہمیں قرآن شریف نے بلایا ہے اس کی اس نے یہ صفات لکھی ہیں۔ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیۡ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔ عٰلِمُ الۡغَیۡبِ وَالشَّهَادَةِ۔ هُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِیۡمُ۔ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ۔ اَلۡمَلِکُ الۡقُدُّوۡسُ السَّلٰمُ الۡمُؤۡمِنُ الۡمُهَیۡمِنُ الۡعَزِیۡزُ الۡجَبَّارُ الۡمُتَکَبِّرُ۔ هُوَ اللّٰهُ الۡخَالِقُ الۡبَارِئُ الۡمُصَوِّرُ لَهُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰی۔ یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَهُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ۔ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ۔ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔ اَلرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ۔ اُجِیۡبُ دَعۡوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔ اَلۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ۔ قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ اَللّٰهُ الصَّمَدُ۔ لَمۡ یَلِدۡ۔ وَلَمۡ یُوۡلَدۡ۔ وَلَمۡ یَکُنۡ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔ یعنی وہ خدا جو واحد لاشریک ہے، جس کے سوا کوئی بھی پرستش اور فرمانبرداری کے لائق نہیں۔ یہ اس لئے فرمایا کہ اگر وہ لاشریک نہ ہو تو شاید اس کی طاقت پر دشمن کی طاقت غالب آجائے۔ اس صورت میں خدائی معرض خطرہ میں رہے گی۔ اور یہ جو فرمایا کہ اس کے سوا کوئی پرستش کے لائق نہیں۔ اس سے یہ مطلب ہے کہ وہ ایسا کامل خدا ہے جس کی صفات اور خوبیاں اور کمالات ایسے اعلیٰ اور بلند ہیں کہ اگر موجودات میں سے بوجہ صفات کاملہ کے ایک خدا انتخاب کرنا چاہیں یا دل میں عمدہ سے عمدہ، اعلیٰ سے اعلیٰ خدا کی صفات فرض کریں تو وہ سب سے اعلیٰ جس سے بڑھ کر کوئی اعلیٰ نہیں ہوسکتا، وہی خدا ہے جس کی پرستش میں ادنیٰ کو شریک کرنا ظلم ہے"۔

پس اسلام تو ہر قسم کے شرک سے پاک ہے۔ یہ ظلم اور شرک تو عیسائی کررہے ہیں جو اللہ کے ایک نبی کو خدا بنا کر کھڑا کردیا ہے۔

"پھر فرمایا کہ عالم الغیب ہے۔ یعنی اپنی ذات کو آپ ہی جانتا ہے۔ اس کی ذات پر کوئی احاطہ نہیں کرسکتا۔ ہم آفتاب اور ماہتاب اور ہر ایک مخلوق کا سراپا دیکھ سکتے ہیں۔ مگر خدا کا سراپا دیکھنے سے قاصر ہیں۔ پھر فرمایا کہ وہ عالم الشہادۃ ہے۔ یعنی کوئی چیز اس کی نظر سے پردہ میں نہیں ہے۔ یہ جائز نہیں کہ وہ خدا کہلا کر پھر علم اشیاء سے غافل ہو۔ وہ اس عالم کے ذرّہ ذرّہ پر اپنی نظر رکھتا ہے لیکن انسان نہیں رکھ سکتا۔ وہ جانتا ہے کہ کب اس نظام کو توڑ دے گا اور قیامت برپا کردے گا۔ اور اس کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ ایسا کب ہوگا۔ سو وہی خدا ہے جو ان تمام وقتوں کو جانتا ہے۔ پھر فرمایا هُوَ الرَّحۡمٰنُ یعنی وہ جانداروں کی ہستی اور ان کے اعمال سے پہلے محض اپنے لطف سے، نہ کسی غرض سے اور نہ کسی عمل کی پاداش میں ان کے لئے سامان راحت میسّر کرتا ہے۔ جیسا کہ آفتاب اور زمین اور دوسری تمام چیزوں کو ہمارے وجود اور ہمارے اعمال کے وجود سے پہلے ہمارے لئے بنادیا۔ اس عطیہ کا نام خدا کی کتاب میں رحمانیت ہے اور اس کام کے لحاظ سے خدا تعالیٰ رحمٰن کہلاتا ہے۔ اور پھر فرمایا کہ الرَّحِیۡمُ یعنی وہ خدا نیک عملوں کی نیک تر جزا دیتا ہے اور کسی کی محنت کو ضائع نہیں کرتا۔ اور اس کام کے لحاظ سے رحیم کہلاتا ہے۔ اور یہ صفت رحیمیت کے نام سے موسوم ہے۔ اور پھر فرمایا مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ یعنی وہ خدا ہر ایک کی جزا اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے۔ اس کا کوئی ایسا کارپرداز نہیں جس کو اس نے زمین و آسمان کی حکومت سونپ دی ہو اور آپ الگ ہو بیٹھا ہو۔ اور آپ کچھ نہ کرتا ہو۔ وہی کارپرداز سب کچھ جزا سزا دیتا ہو یا آئندہ دینے والا ہو"۔ اس کو ضرورت تو کوئی نہیں۔ وہ سب قدرتوں کا مالک ہے۔ اس کو یہ ضرورت نہیں کہ خدا ان کی کونسل بنائے۔ اور پھر وہ کونسل ان کی مدد کرے۔ تو اگر عقل کی بات کا سوال ہے کہ اسلام کے خدا کا ایسا تصور ہے جس کو عقل تسلیم نہیں کرتی۔ عقل تو اُن کے تصور کو تسلیم نہیں کرتی کہ تین خدا بنائے ہوئے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی جمہوری طور پر حکومت چلے گی اگر ایک بھی ان میں سے راضی نہ ہو تو فیصلہ کرنا مشکل ہوجائے۔

فرماتے ہیں کہ "اور پھر فرمایا اَلۡمَلِکُ الۡقُدُّوۡسُ یعنی وہ خدا بادشاہ ہے جس پر کوئی داغ عیب نہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ انسانی بادشاہت عیب سے خالی نہیں۔ اگر مثلاً تمام رعیّت جلاوطن ہوکر دوسرے ملک کی طرف بھاگ جاوے تو پھر بادشاہی قائم نہیں رہ سکتی۔ یا اگر مثلاً تمام رعیت قحط زدہ ہوجائے تو پھر خراج شاہی کہاں سے آئے۔ اور اگر رعیّت کے لوگ اس سے بحث شروع کردیں کہ تجھ میں ہم سے زیادہ کیا ہے تو وہ کونسی لیاقت اپنی ثابت کرے۔ پس خدا تعالیٰ کی بادشاہی ایسی نہیں ہے۔ وہ ایک دم میں تمام ملک کو فنا کرکے اَور مخلوقات پیدا کرسکتا ہے اگر وہ ایسا خالق اور قادر نہ ہوتا تو بجز ظلم کے اس کی بادشاہت چل نہ سکتی کیونکہ وہ دنیا کو ایک مرتبہ معافی اور نجات دے کر اور دوسری دنیا کہاں سے لاتا۔ کیا نجات یافتہ لوگوں کو دنیا میں بھیجنے کے لئے پھر پکڑتا اور ظلم کی راہ سے اپنی معافی اور نجات دہی کو واپس لیتا۔ تو اس صورت میں اس کی خدائی میں فرق آتا۔ اور دنیا کے بادشاہوں کی طرح داغدار بادشاہ ہوتا جو دنیا کے لئے قانون بناتے ہیں بات بات پر بگڑتے ہیں

اور اپنی خودغرضی کے وقتوں پر جب دیکھتے ہیں کہ ظلم کے بغیر چارہ نہیں تو ظلم کو شیر مادر سمجھ لیتے ہیں"۔ ماں کے دودھ کی طرح پیتے ہیں۔ پس یہ اسلام کا خدا ہے جو ہر ظلم سے پاک ہے۔" مثلاً قانون شاہی جائز رکھتا ہے کہ ایک جہاز کو بچانے کے لئے کشتی کے سواروں کو تباہی میں ڈال دیا جائے اور ہلاک کیا جائے مگر خدا کو یہ اضطرار پیش نہیں آنا چاہئے۔ پس اگر خدا پورا قادر اور عدم سے پیدا کرنے والا نہ ہوتا تو یا تو وہ کمزور راجوں کی طرح قدرت کی جگہ ظلم سے کام لیتا اور یا عادل بن کر خدائی کو ہی الوداع کہتا۔ بلکہ خدا کا جہاز تمام قدرتوں کے ساتھ سچے انصاف پر چل رہا ہے۔ پھر فرمایا اَلسَّلَامُ یعنی وہ خدا جو تمام عیبوں اور مصائب اور سختیوں سے محفوظ ہے بلکہ سلامتی دینے والا ہے، اس کے معنے بھی ظاہر ہیں۔ کیونکہ اگر وہ آپ ہی مصیبتوں میں پڑتا، لوگوں کے ہاتھ سے مارا جاتا اور اپنے ارادوں میں ناکام رہتا تو اس کے بدنمونے کو دیکھ کر کس طرح دل تسلی پکڑتے کہ ایسا خدا ہمیں ضرور مصیبتوں سے چھڑا دے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ باطل معبودوں کے بارے میں فرماتا ہے ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَہٗ۔ وَاِنْ یَّسْلُبْھُمُ الذُّبَابُ شَیْئًا لَّا یَسْتَنْقِذُوْہُ مِنْہُ۔ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ۔ مَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ۔ اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ﴾ (الحج: 74-75) جن لوگوں کو تم خدا بنائے بیٹھے ہو وہ تو ایسے ہیں کہ اگر سب مل کر ایک مکھی پیدا کرنا چاہیں تو کبھی پیدا نہ کر سکیں اگرچہ ایک دوسرے کی مدد بھی کریں۔ بلکہ اگر مکھی ان کی چیز چھین کر لے جائے تو انہیں طاقت نہیں ہوگی کہ وہ مکھی سے چیز واپس لے سکیں۔ ان کے پرستار عقل کے کمزور اور وہ طاقت کے کمزور ہیں۔ کیا خدا ایسے ہوا کرتے ہیں؟ خدا تو وہ ہے کہ سب قوتوں والوں سے زیادہ قوت والا اور سب پر غالب آنے والا ہے۔ نہ اس کو کوئی پکڑ سکے اور نہ مار سکے۔ ایسی غلطیوں میں جو لوگ پڑتے ہیں وہ خدا کی قدر نہیں پہچانتے اور نہیں جانتے خدا کیسا ہونا چاہئے۔

اور پھر فرمایا کہ خدا امن کا بخشنے والا اور اپنے کمالات اور توحید پر دلائل قائم کرنے والا ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ سچے خدا کا ماننے والا کسی مجلس میں شرمندہ نہیں ہوسکتا۔ اور نہ خدا کے سامنے شرمندہ ہوگا۔ کیونکہ اس کے پاس زبردست دلائل ہوتے ہیں۔ لیکن بناوٹی خدا کا ماننے والا بڑی مصیبت میں ہوتا ہے۔ وہ بجائے دلائل بیان کرنے کے ہر ایک بیہودہ بات کو راز میں داخل کرتا ہے تا ہنسی نہ ہو اور ثابت شدہ غلطیوں کو چھپانا چاہتا ہے۔

اور پھر فرمایا کہ اَلْمُھَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَکَبِّرُ یعنی وہ سب کا محافظ ہے اور سب پر غالب اور بگڑے ہوئے کام بنانے والا ہے اور اس کی ذات نہایت ہی مستغنی ہے اور فرمایا ھُوَاللّٰہُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی یعنی وہ ایسا خدا ہے کہ جسموں کا پیدا کرنے والا اور روحوں کا بھی پیدا کرنے والا، رحم میں تصویر کھینچنے والا ہے۔ تمام نیک نام جہاں تک خیال میں آسکیں سب اُسی کے نام ہیں اور پھر فرمایا یُسَبِّحُ لَہٗ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْض وَ ھُوَالْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ یعنی آسمان کے لوگ بھی اس کے نام کو پاکی سے یاد کرتے ہیں اور زمین کے لوگ بھی۔ اس آیت میں اشارہ فرمایا کہ آسمانی اجرام میں آبادی ہے اور وہ لوگ بھی پابند خدا کی ہدایتوں کے ہیں۔ اور پھر فرمایا عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر یعنی خدا بڑا قادر ہے۔ یہ پرستاروں کے لئے تسلی ہے کیونکہ اگر خدا عاجز ہو اور قادر نہ ہو تو ایسے خدا سے کیا امید رکھیں۔ اور پھر فرمایا رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ یعنی وہی خدا ہے جو تمام عالموں کا پرورش کرنے والا، رحمٰن، رحیم اور جزاء کے دن کا آپ مالک ہے۔ اس اختیار کو کسی کے ہاتھ میں نہیں دیا۔ ہر ایک پکارنے والے کی پکار کو سننے والا اور جواب دینے والا یعنی دعاؤں کا قبول کرنے والا۔ اور پھر فرمایا اَلْحَیُّ الْقَیُّوْم یعنی ہمیشہ رہنے والا اور تمام جانوں کی جان اور سب کے وجود کا سہارا۔ یہ اس لئے کہا کہ وہ ازلی ابدی نہ ہو، تو اس کی زندگی کے بارے میں بھی دھڑکا رہے گا شاید ہم سے پہلے فوت نہ ہو جائے۔ اور پھر فرمایا کہ وہ خدا اکیلا خدا ہے۔ نہ وہ کسی کا بیٹا اور نہ کوئی اس کا بیٹا اور نہ کوئی اس کے برابر اور نہ کوئی اس کا ہم جنس"۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی جلد نمبر 10 صفحہ 372-376)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ "یاد رکھنا چاہئے کہ یہ مذہب جو عیسائی مذہب کے نام سے شہرت دیا جاتا ہے دراصل پولوسی مذہب ہے، نہ مسیحی۔ کیونکہ حضرت مسیح علیہ السلام نے کسی جگہ تثلیث کی تعلیم نہیں دی۔ اور وہ جب تک زندہ رہے خدائے واحد لاشریک کی تعلیم دیتے رہے اور بعد ان کی وفات کے ان کا بھائی یعقوب بھی جو اُن کا جانشین تھا اور ایک بزرگ انسان تھا، توحید کی تعلیم دیتا رہا۔ اور پولوس نے خواہ مخواہ اس بزرگ سے مخالفت شروع کر دی اور اس کے عقائد صحیحہ کے مخالف تعلیم دینا شروع کیا۔ اور انجام کار پولوس اپنے خیالات میں یہاں تک بڑھا کہ ایک نیا مذہب قائم کیا اور توریت کی پیروی سے اپنی جماعت کو بکلی علیحدہ کر دیا اور تعلیم دی کہ مسیحی مذہب میں مسیح کے کفارہ کے بعد شریعت کی ضرورت نہیں اور خون مسیح گناہوں کے دور کرنے کے لئے کافی ہے، توریت کی پیروی ضروری نہیں۔ اور پھر ایک اور گند اس مذہب میں ڈال دیا کہ ان کے لئے سؤر کھانا حلال کر دیا۔ حالانکہ حضرت مسیح انجیل میں سؤر کو ناپاک قرار دیتے ہیں۔ تبھی تو انجیل میں ان کا قول ہے کہ اپنے موتی سؤروں کے آگے مت پھینکو۔ پس جب پاک تعلیم کا نام حضرت مسیحؑ نے موتی رکھا ہے تو اس مقابلہ سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ پلید کا نام انہوں نے سؤر رکھا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یونانی سؤر کو کھایا کرتے تھے جیسا کہ آجکل تمام یورپ کے لوگ سؤر کھاتے ہیں۔ اس لئے پولوس نے یونانیوں کے تالیف قلوب کے لئے سؤر بھی اپنی جماعت کے لئے حلال کر دیا۔ حالانکہ توریت میں لکھا ہے کہ وہ ابدی حرام ہے اور اس کا چھونا بھی ناجائز ہے۔ غرض اس مذہب میں تمام خرابیاں پولوس سے پیدا ہوئیں"۔ (چشمۂ مسیحی۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 374-375)

پوپ صاحب نے جو یہ کہا کہ یونانی فکر اور خدا پر ایسے ایمان کی جو کہ بائبل پر مبنی ہے گہری مطابقت ہے اصل میں یہ حضرت عیسیٰؑ کا مذہب نہیں ہے بلکہ یہ یونانیوں کو خوش کرنے کے لئے کوشش تھی۔

جو انصاف پسند عیسائی ہیں ان کو پتہ ہے، وہ کہتے ہیں اسلام کا خدا کیا ہے۔

ایڈورڈ گبن صاحب لکھتے ہیں کہ "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مذہب شکوک وشبہات سے پاک و صاف ہے۔ قرآن خدا کی وحدانیت پر ایک عمدہ شہادت ہے۔ مکّہ کے پیغمبر نے بتوں کی، انسانوں کی اور ستاروں کی پرستش کو معقول دلائل سے ردّ کر دیا۔ وہ اصول اوّل یعنی ذات باری تعالیٰ جس کی بنا عقل و وحی پر ہے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شہادت سے استحکام کو پہنچی۔ چنانچہ اس کے معتقد ہندوستان سے لے کر مراکو تک موحد کے لقب سے ممتاز ہیں"۔

(Edward Gibbon 'The History of the Decline and Fall of the Roman Empire' Vol.V.Pages 177-178.Penguins Classics(1st published 1788,this edition 1996)

پس یہ اسلام کا خدا ہے جو عقل سے غور کرنے والے کو یہ کہنے پر مجبور کر دیتا ہے کہ معقول عقلی دلائل اسلام کے خدا میں ملتے ہیں۔

آخر میں مَیں ہر احمدی سے یہ کہتا ہوں کہ اسلام کے خلاف جو محاذ کھڑے ہو رہے ہیں اُن سے ہم کامیابی سے صرف خدا کے حضور جھکتے ہوئے اور اس سے مدد طلب کرتے ہوئے گزر سکتے ہیں۔ پس خدا کو پہلے سے بڑھ کر پکاریں کہ وہ اپنی قدرت کے جلوے دکھائے۔ جھوٹے خداؤں سے اس دنیا کو نجات ملے۔ آج اگر یہ لوگ اپنی امارت اور طاقت کے گھمنڈ میں اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملے کر رہے ہیں تو ہماری دعاؤں کے تیروں سے انشاء اللہ تعالیٰ ان کے گھمنڈ ٹوٹیں گے۔ پس اُس خدا کو پکاریں جو کائنات کا خدا ہے۔ جو رب العالمین ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا ہے تاکہ جلد تر اس واحد ولاشریک خدا کی حکومت دنیا میں قائم ہو جائے۔ مسلمان ملکوں کو بھی سوچنا چاہئے کہ اپنے فروعی اختلافات کو ختم کریں، آپس کی لڑائیوں اور دشمنیوں کو ختم کریں۔ ایک ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو بلند کرنے کی کوشش کریں۔ اور ایسے عمل سے باز آجائیں جن سے غیروں کو ان پر انگلی اٹھانے کی جرأت ہو۔ اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرے۔

آج بھی مَیں کچھ لوگوں کے جنازہ غائب پڑھاؤں گا۔ ایک تو مکرم پیر معین الدین صاحب کا جنازہ ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے داماد تھے، اس لحاظ سے میرے خالو بھی تھے۔ انہوں نے جامعہ میں پڑھایا، فضل عمر ریسرچ میں کام کیا۔ علمی آدمی تھے، علمی ذوق رکھتے تھے، واقف زندگی تھے۔

دوسرا جنازہ مکرمہ آمنہ خاتون صاحبہ کا ہے جو رہ گیا تھا۔ یہ حضرت مولانا نذیر احمد صاحب مبشر کی اہلیہ تھیں۔ انہوں نے بھی غانا میں حضرت مولوی نذیر احمد صاحب مبشر کے ساتھ بڑی قربانی سے بڑا لمبا عرصہ گزارا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔

ایک جنازہ میجر سعید احمد صاحب کا ہے۔ یہ حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ کے داماد تھے۔ ان کے دو بیٹے واقف زندگی ہیں۔ ایک مربی ہیں اور ایک نائب وکیل التعلیم ہیں۔ سید حسین احمد اور سید جلید احمد۔

اور ایک ہمارے ماریشس کے مربی ہیں، مظفر احمد سدھن صاحب، ان کی والدہ وفات پا گئی ہیں، ان کا جنازہ غائب بھی ہم ابھی پڑھیں گے اور ایک محمد نگر کے ہمارے مربی عبدالناصر منصور صاحب کی والدہ سردر بیگم صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر ریاض احمد صاحب بھی وفات پا گئی ہیں۔۔ انہوں نے ساتھ خط لگایا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے وعدہ کیا تھا کہ مَیں ان کا جنازہ پڑھاؤں گا۔ سب کے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ سب مرحومین کے درجات بلند فرمائے۔ مغفرت کا سلوک فرمائے۔

☆☆☆

سفر نامہ آسٹریلیا

کنارے کنارے

((منور خالد، جرمنی))

کہتے ہیں سمندر کا کنارا نہیں ہوتا نہ ہی دُنیا کا کنارہ ہے مگر زمین کا کنارہ ہوتا ہے اس لئے غیب کی خبریں دینے والے نے اپنے پیارے کو یوں خوشخبری دی کہ:-

''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا''

اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک شعر میں کیا ہی خوب فرمایا:-

''ہوتی نہ اگر روشن وہ شمعِ رخِ انور
کیوں جمع یہاں ہوتے سب دُنیا کے پروانے''

جب مجھے پتہ چلا کہ ''شمعِ رخِ انور'' سات سمندر پار دنیا کے کناروں کے دورہ پر جارہی ہے تو ایک شدید خواہش نے دعا کی شکل اختیار کرلی کہ اے اللہ تو ہی انتظام کر کہ میں بھی وہاں جاسکوں اور اُس خدا نے جس کا وعدہ ہے کہ میں ایسی جگہ سے دیتا ہوں جہاں سے تم کو گمان بھی نہیں ہوتا اور میرے ساتھ بھی یہی ہوا اب کسی بہانے کی گنجائش نہ تھی اور جیسا کہ ابتدائی علم تھا کہ آسٹریلیا اور جاپان کا پروگرام ہے ہم نے بھی فرنکفرٹ ٹوکیو سڈنی اور سڈنی ٹوکیو فرنکفرٹ جاپان ایئر لائن کی ٹکٹ لے لی جس پر واپسی میں ۲ راتیں جاپان میں قیام کی قانونی گنجائش تھی جو انہیں تاریخوں میں رکھی جن تاریخوں میں جاپان میں پروگرام تھا۔

چنانچہ 11 اپریل کی شام ہم فرنکفرٹ سے جاپان ایئر لائن کی فلائٹ پر سوار ہونے کیلئے چل پڑے۔

اور جب میں نے ایئر لائن کی انتظامیہ سے Legfree seat کی درخواست کی اس نے کہا ضرور بلکہ سیٹ بھی وہ دوں گی جو درجہ اولیٰ کے قریب تر ہے اور نہ صرف فرنکفرٹ سے ٹوکیو بلکہ ٹوکیو سے سڈنی تک بھی اس نے لیگ فری سیٹ کے بورڈنگ کارڈ بنادئے اس پر جب ہم نے '' آری گاتو'' (جاپانی زبان میں شکریہ کے الفاظ) کہا تو وہ بہت مشکور ہوئی اور بڑی دیر تک گردن جھکا جھکا کر شکریہ کا جواب دیتی رہی۔ سامان ایئر لائن کے حوالے کر کے ہم فارغ تھے اس لئے آنے جانے والوں کو دیکھا کئے اور بالآخر وہ وقت آن پہنچا جب ہمیں جہاز پر بیٹھنے کی دعوت دی گئی۔ اور وہ جو کسی نے کہا ہے:

زندگی میں دو ہی گھڑیاں مجھ پر گذری ہیں کٹھن
اک تیرے آنے سے پہلے ایک تیرے چلے جانے کے بعد

اس طرح ہوائی سفر میں بھی دو ہی گھڑیاں کٹھن ہوتی ہیں ایک جہاز کے اوپر چڑھتے وقت اور دوسری اترتے وقت چنانچہ ان مواقع پر لوگ اپنے اپنے عقیدہ کے مطابق مختلف قسم کی حرکات کرتے ہیں ہم بھی سفر کی قرآنی دعاؤں کا ورد کرتے رہے۔ جہاز اُڑا تو اس کی ٹی وی سکرین پر اس کی رفتار اونچائی اور پرواز کا رُخ دکھایا جارہا تھا مگر یہ کیا جاپان تو مشرق میں ہے مگر جہاز کا رخ شمال کی طرف ہے۔ مغربی روس کی ریاستوں Litland , Lithonia کی طرف سے ہوتا ہوا بحیرہ بالٹک کے اوپر اور سویڈن سے فن لینڈ کی طرف ہے۔ اب تو ہم بے چینی سے پہلو بدلنے لگے کہ ضرور ہم غلط گاڑی پر سوار ہوگئے ہیں اور قبل اس کے کہ ہماری بے چینی بے اختیاری بن کر کوئی غلط قدم اُٹھاتی جہاز نے اپنا رخ مشرق کی طرف کرلیا اور ہم اس گتھی کو سلجھانے میں لگ گئے۔ آخر خواجہ منظور احمد صاحب کا پڑھایا ہوا جغرافیہ یاد آنا شروع ہوا کہ زمین گول مگر بیضوی گول ہے جو درمیان سے موٹی اور قطبین سے کم موٹی اس لئے زمین کے گرد چکر لگانے کیلئے سب سے لمبا فاصلہ خط استوا ہے پھر خط سرطان اور جدی اور اگر ان سے بھی آگے چلے جاؤ تو قطبین پر یہ فاصلہ ختم ہوجاتا ہے تب ہمیں جاپانیوں کی چالاکی اور ہنر مندی کی تعریف کرنا پڑی اب ہلسنکی سے آگے جہاز روس اور سفید سمندر کے کنارے کنارے اُڑ رہا تھا سمندر اور خشکی الگ الگ نظر آرہے تھے نقشے پر دور نیچے کوہ یورال کی پہاڑیاں دکھائی جارہی تھیں جس پر مجھے تاتاریوں کی یاد آئی کہ جنہوں نے کبھی گھوڑوں کی ننگی پیٹھوں پر بیٹھ کر آدھی دنیا کو لتاڑ ڈالا تھا مگر آج '' دیکھو مجھے جو دیدہ عبرت نگاہ ہو'' کی تصویر بنے بیٹھے ہیں برفانی سائبیریا کے اوپر سے ہوتے ہوئے جہاز نے ایک بار پھر قوس کی شکل میں جنوب کا رُخ کیا گویا اب وہ جاپان ہی جارہا تھا۔

رات ۹ بجے کے چلے ہوئے اگلے دن بعد دوپہر ساڑھے تین بجے جاپان کے Narita ایئرپورٹ پر پہنچ گئے جہاں ہمارا چھ گھنٹے قیام تھا اس کے بعد دوسرے جہاز سے سڈنی روانہ ہونا تھا۔ ہم نے احتیاطاً منیب صاحب کے ایک دوست نعیم صاحب کو فون کر کے درخواست کی کہ اگر وہ یہ ۲ گھنٹے ہمارے ساتھ گذار سکیں انہوں نے وعدہ کرلیا جب ہم ایئرپورٹ سے باہر آئے تو نعیم صاحب کو نہ پاکر تشویش ہوئی سوچا اُن کو فون کریں مگر کیسے مقامی فون کارڈ کسطرح لیں آخر ایک جاپانی گڑیا سے اشاروں کنایوں میں بات کی تو وہ سمجھ گئی اور یہاں مجھے جاپانیوں کی پہلی اخلاقی خوبی سے واسطہ پڑا کہ آپ ان سے کوئی درخواست کریں تو وہ اپنا کام کاج چھوڑ کر آپ کے ساتھ ہو لیں گے اور جب تک آپ کا کام نہ ہو جائے اور آپ مطمئن نہ ہو جائیں وہ بے چین رہیں گے چنانچہ یہ محترمہ مجھے ایک دکان پر لے گئیں مجھ سے ایک ہزار ین کا نوٹ لے کر دکاندار سے کارڈ لیا او پھر ٹیلیفون بوتھ کی طرف لائیں مجھ سے نمبر لیکر ڈائل کیا اور جب میری نعیم صاحب سے بات شروع ہوگئی تب سر جھکا کر واپس گئیں نعیم صاحب نے بتایا کہ وہ رستہ میں ہے اور پہنچا ہی چاہتے ہیں اس دوان مجھے جاپانی کرنسی کی کم مائگی کا احساس ہوا کہ یہ ایک ہزار ین کا کارڈ فی کال ۱۰۰ ین ختم ہوجاتے ہیں گویا آپ ابھی تو لکھ پتی تھے مگر تھوڑی دیر میں ککھ پتی ہوں گے نعیم نے ۲ گھنٹے میں تھوڑی سیر بھی کرائی کوکا کولا کی طرح مشینوں سے گرما گرم چائے کے ڈبے بھی ملتے ہیں ان سے بھی خدمت کی۔

اب ہماری دوسری منزل آسٹریلیا کا شہر سڈنی تھا۔ خیال تھا کہ آسٹریلیا اور جاپان قریب قریب ہی ہوں گے مگر یہ تو قطبین کی دوری پر ہیں جاپان شمالی قطب کے بھی شمال میں جبکہ آسٹریلیا جنوبی قطب کے بھی جنوب میں اب ہم مغرب سے مشرق کی بجائے شمال سے جنوب کی طرف جارہے تھے رات ۹ بجے کا چلا ہوا جہاز صبح ۸ بجے سڈنی پہنچا۔ ایک کنارے سے دوسرے کنارے یعنی '' کنارے کنارے''

اس پر ایک طرہ یہ ہوا کہ ہم نے یہ سوچ کر کہ اگر پہلے ہی ایئر لائن کو بتا دیا جائے کہ مسلمان ہیں اور سوٗر نہیں کھاتے تو وہ خصوصی کھانا مہیا کرتے ہیں۔ اس لئے ہم نے ٹکٹ لیتے وقت بتا دیا تھا کہ ہم سور نہیں کھاتے اس پر اُن محترمہ نے ہمارے کھاتے میں کھورجا نامی کھانا لکھ دیا تھا۔ کھوجایا کھورجا تر کی زبان میں مولوی کو کہتے ہیں اور غالباً اسی مناسبت سے اس کا نام کھوجا رکھا ہوا ہے فرنکفرٹ سے ٹوکیو کی پرواز کے دوران ایئر ہوسٹس سب سے پہلے میری سیٹ پر آکر ایک چٹ لگا گئی کہ اس پر مولوی بیٹھا ہے جس کو کھورجا کھانا دینا ہے۔

مگر تھوڑی دیر بعد ایک دوسری ایئر ہوسٹس نے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں افسوس ہے ہم بعض مجبوریوں کے تحت کھورجا کھانا مہیا نہیں کرسکتے اس لئے آپ اس خصوصی کھانے پر اکتفا کریں اور اس کھانے میں دو کٹے ہوئے ٹماٹر دو سبز پتے چند سویوں کی طرح کے سانپ اور ایک کسٹرڈ تھا چونکہ گھر سے کافی کھا کر چلے تھے اس لئے ہم نے اس کی معذرت قبول کرتے ہوئے کسٹرڈ ہی پر گذارہ کرلیا۔

سڈنی پہنچنے سے پہلے ہمارا جہاز بحرالکاہل اور اس کے جزیروں کے اوپر اُڑتا ہوا بڑھتا رہا۔ ایک لمبا عرصہ سکرین پر پاپوانیوگنی اور اس کی بندرگاہ Port Moresly دکھائی جاتی رہی۔ سڈنی آسٹریلیا کے بھی جنوب مشرق میں ہے اس لئے آسٹریلیا پر بھی کافی دیر اُڑتے رہنے کے بعد صبح ۸ بجے ہم سڈنی پہنچ گئے منتظمین میزبان لینے آئے ہوئے تھے اُن کے ساتھ مسجد بیت الہدیٰ پہنچے تو پتہ چلا کہ ہمارے سندھ کے پرانے تعلقات کی بناء پر برادرم لئیق احمد صاحب گجر نے ضد کر کے مکرم امیر صاحب سے میرا اُن کے ہاں ٹھہرائے جانے کا مطالبہ منوالیا ہوا ہے چنانچہ ان کا بیٹا آکر مجھے ساتھ لے گیا اور واقعی انہوں نے حق مہمان نوازی میں سندھ کی تمام روایات کو ملحوظ رکھا روزانہ جلسہ پر لے کر جانا واپس لانا اور پھر سیر کرانے کیلئے روزانہ ایک لڑکے کی ڈیوٹی۔ جرمنی میں جو مجھے اطلاع تھی وہ دو جگہ جلسوں کی تھی یعنی آسٹریلیا اور جاپان اس لئے ہم نے ٹکٹ ان ہی دو جگہوں کیلئے لی تھی مگر یہاں آکر پتہ چلا کہ جزائر بحرالکاہل کے دو اور ملکوں فجی اور نیوزی لینڈ بھی جلسے ہوں گے اس لئے ہم نے ان دونوں ملکوں کیلئے نیوزی لینڈ ایئر لائن کے ٹکٹ بھی خرید لئے۔

کرکٹ کے حوالے سے آسٹریلیا کے بڑے شہروں کے نام وہاں ہونے والے ٹیسٹ میچوں کیوجہ سے مانوس تھے مثلاً سڈنی، پرتھ، میلبورن، ہرزبن، ایڈی لیڈ اور کینبرا وغیرہ۔ یہ ایک سب سے بڑا جزیرہ مگر سب سے چھوٹا براعظم ہے تمام بڑے شہر سمندر کے ساحل پر واقع ہیں جہاں بارش بھی ہوتی ہے اور ہریالی بھی ہے مگر جوں جوں اندر جائیں خشکی اور صحرائی علاقہ ہے اور یہ صحرا دن بدن بڑھتا جارہا ہے۔ شہروں کو ملانے کیلئے سڑکیں بھی ہیں مگر فاصلے اتنے ہیں کہ ہوائی راستہ ہی اچھا ہے بعض شہروں کا آپس میں فاصلہ سات گھنٹے کی ہوائی اڑان ہے اس لئے ہم یہ تو نہیں کہیں گے کہ ہم نے آسٹریلیا دیکھ لیا ہے لیکن دل کو بہلانے کیلئے کہ جس طرح دیگ میں سے چند چاول چکھ کر دیگ کا حال بتایا جاسکتا ہے اسی طرح ہم بھی بتائیں گے۔

آسٹریلیا پہلی بار Capt Cook نے دریافت کیا اور اس کو گورے لوگوں کی کالونی کیلئے مخصوص کرلیا وہاں کے مقامی باشندوں ابرجنیز کو جو ہمارے آدمؑ سے بہت پہلے کسی اور آدم کی نسل ہیں کہ ان کی تاریخ چالیس ہزار سال سے بھی پرانی ہے جبکہ ہمارے آدمؑ کو چھ ہزار سال ہوئے ہیں۔

چنانچہ ان گوروں نے اس پرانی نسل کا جانوروں کی طرح شکار جاری رکھا اور اپنی تہذیب دکھائی اور جب ان کی نسل گنتی کی رہ گئی تو پھر ان سے ہمدردی پیدا ہوئی اُسی طرح کی ہمدردی جو یہ بعض دیگر ختم ہوتے ہوئے جانوروں کی نسلوں سے دکھاتے ہیں۔

لیکن اس کے ساتھ ہی ان کو شراب اور دیگر نشوں کا ایسا عادی بنا دیا گیا کہ اب یہ دن کو کم ہی نظر آتے ہیں نشہ میں دُھت پڑے رہتے ہیں جبکہ رات کو جرائم پیشہ افراد بن کر جرم کرتے ہیں۔ چند لوگ پیسے کمانے کیلئے پبلک جگہوں پر ایک موٹے سے ڈنڈے جس کے اندر سوراخ کیا ہوتا ہے کے ذریعہ اپنا مخصوص میوزک بجاتے ہوئے دیکھے جاسکتے ہیں ان کی دیکھا دیکھی بعض گوروں نے بھی یہ فن سیکھ لیا ہے اور ان کے ساتھ بیٹھے مانگتے نظر آتے ہیں۔

آخر گوروں کی نسلی برتری ختم ہوئی تو آسٹریلیا میں دوسرے لوگوں کو بھی جانے کی اجازت ملی اس طرح اب آسٹریلیا ایک ملٹی نیشن ملک ہے جس میں ہر رنگ و نسل ہر مذہب و ملت کے لوگ رہتے ہیں اور سب غیر

ملکی ہیں کوئی پہلے آیا کوئی بعد میں اس لئے مقامی اور غیر مقامی کے جھگڑوں کی بجائے رنگوں اور نسلوں کی نفرتیں اور فساد ابھر پڑتے ہیں جو بعض اوقات خبروں کا موضوع بھی بن جاتے ہیں۔

Blue Mounts

1950 تک یہ دشوار گذار جنگل اور پہاڑی علاقہ تھا جسے عبور نہیں کیا جاسکتا تھا پھر بعض مہم جوؤں نے دریائے Nipon کے اس پار کے علاقے کو عبور کرنے کا منصوبہ بنایا اور جوں جوں آگے بڑھے حیرت انگیز مظاہر قدرت اور خوبصورت مناظر ملے کہ کہیں تو ہیبت سے دل دھل جائے اور کہیں خوشبو اور حسن سے دل معطر ہو جائے انہی میں Blue Mounts کا علاقہ ہے جو سڈنی سے 70/80 کلومیٹر کے فاصلے پر خوبصورت پہاڑی وادیوں اور دلکش غاروں پر مشتمل ہے سڈنی میں شدید گرمی ہو تو اس جگہ اگر آپ اوورکوٹ اور پھر اُس پر سیال کوٹ اور ان سب پر پٹھانکوٹ پہن کر نہ جائیں تو سردی سے ٹھٹھر جائیں گے۔

یہاں غاروں کا ایک عجیب سلسلہ ہے کہ اگر آپ منتظمین کے انتظام کے تحت نہ گئے تو واپسی یقینی نہیں کہیں گم ہو جائیں گے۔ اس لئے منتظمین سیاحوں کو قافلوں کی صورت میں گن کر اندر داخل کرتے اور دروازہ بند کر دیتے ہیں اور واپسی پر بھی گن کر گنگ پوری کرتے ہیں ان غاروں کے اندر ایک عجیب جہان آباد ہے جس کی ایک معمولی سی جھلک جس نے کھیوڑہ کی نمک کی کانیں دیکھی ہوں اندازہ کرسکتا ہے غاروں کی چھتوں سے ٹپکنے والے قطروں نے جو کرسٹل بنائے ہیں وہ حیرت انگیز ہیں پھر نیلے پانی کی جھیل جو اپنی خوبصورتی میں بے مثل ہے اور بعض جگہ چشمے ان گنت غاروں کا سلسلہ جو سیڑھیاں چڑھتے رہنے اور اترتے رہنے کی تھکاوٹ تو ہو گی لیکن دلفریب مناظر واپسی تک اس تھکان کو روکے رکھیں گے۔

سڈنی سے Katoombo سٹیشن کا ٹکٹ لیں اور ٹرین پر بیٹھ جائیں وہ سیدھی آپ کو ان غاروں کے پاس لے جائے گی۔ اب آپ کی مرضی ہے پیدل چل کر تھوڑا سا گھوم لیں خاص طور پر تین پہاڑیاں جن کو Three Sisters کہا جاتا ہے اُن کے پاس کھڑے ہو کر فوٹوگرافی کریں۔ بس پر بیٹھ کر ارد گرد کے ماحول کا نظارہ کریں۔ فلائنگ کوچ میں بیٹھ کر دامن کوہ میں جا کر نظارہ کریں اور اگر آپ باہمت ہیں تو منتظمین کے انتظام کے تحت ان غاروں میں داخل ہو جائیں اور قدرت کی صفت کاری کا قریب سے معائنہ کریں ان غاروں میں بعض اوقات آکسیجن کی کمی بھی ہو جاتی ہے اس لئے دمہ کے مریضوں اور دل کے مریضوں کو مشورہ نہیں دیا جاتا، کہ پھر آپ کی واپسی کی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔

سڈنی ھاربر برج

سڈنی بندرگاہ پر آپ فیری پر سیر کریں مگر سب سے دلچسپ چیز ھاربر برج ہے۔ بہت سی خوبصورت قوس کی شکل میں بنا ہوا بہت اونچا پل جو دو پہاڑیوں کو ملاتا ہے اور اس کی دلچسپ چیز اس گولائی میں بنی سیڑھیاں ہیں جو اوپر جاتی اور دوسری طرف اترتی ہیں باہمت لوگ ان سیڑھیوں کے ذریعہ پل کو پار کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔

اوپیرا opera

اسی جگہ خوبصورت اوپیرا کمپلیکس بھی بنا ہوا ہے، ہم اندر تو نہ جاسکے اس لئے اوپرا اوپرا ہی دیکھ کر واپس آگئے لیکن بیرون بتا رہا تھا کہ اندرون خانہ کیا نہ ہوگا۔

West Point

آسٹریلیا اگرچہ بہت وسیع اور کھلی زمینوں کا ملک ہے جہاں اکثر مکانات ایک منزلہ ہی ہیں کیونکہ جگہ کی کمی نہیں مگر پھر بھی سڈنی کو عالمی شہروں کی طرح Cosmopolition شہر بنانے کیلئے West point پر اونچی اونچی عمارتوں کا جنگل اُگایا گیا ہے اور تمام کاروباری مراکز ایک ہی جگہ جمع کر دینے سے ٹریفک کے مسائل اور فضائی آلودگی کے مسائل ہیں شہر کے اندرون میں ایک گلی میں ایک منزل کی اونچائی پر چھوٹی سی ریل چلتی ہے جو بعض جگہوں کا اوپر سے دیدار کراتی ہوئی ۵ سٹیشنوں پر ۱۰ منٹ میں واپس آجاتی ہے آخر ٹورسٹ کو لوٹنا بھی تو ایک ہنر ہے کہ اس کا کرایہ بہت مہنگا ہے۔

موسم

سڈنی کا موسم قابل اعتبار نہیں پل میں پسینہ پسینہ ہو رہے ہوں تو سمندری ہوا کا ایک تھپیڑا آیا اور آپ ٹھنڈ سے کانپنے لگیں گے۔ سڈنی میں بارش کم ہوتی ہے جبکہ دوسرے شہروں میں قدرے زیادہ ہوتی ہے ویسے پورے آسٹریلیا میں ہر زمیندار کو اپنی زمین میں ایک طرف کھڈا بنانا پڑتا ہے جہاں بارش کا پانی جمع ہو جائے مقامی طور پر اسے ڈیم کہا جاتا ہے یہ جانوروں خاص طور پر کنگارو یہاں سے پانی پیتے ہیں بڑی زمینداریوں میں یہ پانی کاشت کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے جتنا بڑا اور جتنے زیادہ ڈیم کوئی زمیندار بنالے گا اس کی کاشت میں مددگار ہوں گے جانوروں کیلئے بھی اور چارہ کیلئے بھی۔

حکومت

صوبوں میں لیبر حکومتیں ہیں جبکہ مرکز میں لبرل، مرکز میں Haward کسی نہ کسی اشو پر خواہ اس کا تعلق امریکہ کے 9/11 سے ہو یا عراق اور ایران سے مسلمانوں کے خلاف عالمی نفرت کا فائدہ اُٹھا جاتے ہیں اور بش بلیئر ٹولہ میں شامل نہیں لیکن بعض آسٹریلین کہتے ہیں کہ ہم جان بوجھ کر مرکز اور صوبوں میں الگ الگ پارٹیوں کو ووٹ دیتے ہیں کہ وہ مادر پدر آزاد نہ ہو جائیں Check and balance قائم رہنا چاہئے ورنہ اپنی مرضی کے قانون منظور کرا کر ملک کو ہی نقصان نہ پہنچا دیں۔

معیشت:

آسٹریلیا معدنیات سے مالا مال ملک ہے کوئلہ، سونا، ہیروں کے علاوہ یورینیم کا بہت بڑا ذخیرہ ہے اور آئندہ سالوں میں مالی وسعت میں بہت ترقی کے امکانات ہیں حال ہی میں امریکہ نے ہندوستان کے ساتھ جوایٹمی تعاون کا معاہدہ کیا ہے اس کیلئے یورینیم آسٹریلیا فراہم کرے گا۔ سیاحت روز افزوں ترقی پر ہے جس کی وجہ گرمیوں میں گرم موسم کے علاوہ بحر الکاہل کی کاہلی بھی ہے اور چاروں طرف پھیلی ہوئی بیچز۔ یورپین تو اس ماحول پر ٹوٹے پڑتے ہیں مگر جاپانی بھی کہتے ہیں کہ اگر ہنی مون آسٹریلیا میں نہ منایا تو وہ ہنی مون ہی کیا ہوا۔

آسٹریلیا میں چار قسم کے لوگ جا کر رہ سکتے ہیں۔

اول: وہ جو انتہائی تعلیم یافتہ ہوں اور اپنے فن میں ماہر ہوں اُن کو تمام دنیا سے ویزہ دے دیا جاتا ہے اور نوکری بھی مل جاتی ہے۔

دوئم: وہ جو کاروباری لوگ ہوں اور کم از کم ایک لاکھ ڈالر شو کریں کہ ہم نے کاروبار کرنا ہے اُن کو ویزہ مل جاتا ہے۔

سوئم: شادی کی بنیاد پر میاں کو بیوی اور بیوی کو میاں کی بنیاد پر ویزہ مل جاتا ہے۔

چوتھے: وہ مظلوم اور سیاسی و مذہبی اعتبار سے ستائے ہوئے اگر ثابت کر دیں کہ وہ واقعی مظلوم ہیں اُن سے بھی ہمدردی کی جاتی رہی ہے جواب ماند پڑتی جاتی ہے۔

آپ کو یاد ہوگا بعض اور جزائر بحر الکاہل کی طرح آسٹریلیا کو بھی کسی زمانے میں کالا پانی کہا جاتا تھا اور حکومتیں اپنے مجرموں یا جرائم پیشہ لوگوں کو یہاں بھجواتی رہی ہیں۔ مگر گذشتہ دہاکے میں ایسے جرائم پیشہ لوگوں کو بھی یہاں پناہ دی گئی جن کا عقیدہ اُن کے ملک کی اکثریت کو ناپسند تھا اور ان پر جھوٹے کیس بنائے جاتے رہے۔ 295C اور 298 کی دفعات پر اسیر کیا جاتا رہا ان اسیران راہ مولا کی بھی ایک تعداد جو ایک ہزار سے زائد ہے آسٹریلیا میں پناہ گزین ہوئی اسی طرح ڈاکٹر منیر عابد جیسے پڑھے لکھے افراد بھی گذشتہ 20/25 سال سے یہاں آباد ہیں اور اب ان کی کل تعداد 1600 سے زائد ہو چکی ہے ان ہی کے منعقدہ جلسہ سالانہ میں شرکت کیلئے ہم آسٹریلیا گئے تھے خالد سیف اللہ صاحب سے ملاقات ہوئی تو ان کے گھٹنے چھو کر ان کی تحریرات کی داد دی۔

14 سے 16 اپریل تک سڈنی کے نواح میں مسجد بیت الہدیٰ اور اس سے ملحق بیس ایکڑ زمین پر یہ جلسہ منعقد ہوا جس میں 1600 کے قریب افراد شامل ہوئے ۔ بہت سے فجین بھی جو آسٹریلیا منتقل ہو چکے ہیں اس جلسہ میں شامل تھے۔ مختلف قوموں، نسلوں کے باوجود یہ تمام لوگ اپنے جذبات واحساسات اور چہروں پر رونق کی وجہ سے ایک ہی خاندان اور ایک ہی رنگ میں رنگین نسل لگتے تھے اسی جلسہ میں بہت سے دیگر رشتہ داروں اور دوستوں کے علاوہ اپنے بھانجوں سے بھی ملاقات ہوئی جو نوکوٹ کی مسجد کی حفاظت کے جرم میں 295C کے مجرم ٹھہرے تھے اور ساڑھے تین سال کی حیدرآباد سنٹرل جیل میں اسیری اور ضیاء الحق کی موت کے بعد رہائی پاکر آسٹریلیا آگئے تھے۔ وارث اور مشتاق کے علاوہ کوٹڑی کے مظلوم باری اور امتیاز بھی ،وارث جسکی اسیری کے دوران میری اس سے ملاقات نہ ہوسکی تھی جب میں نے اس سے حالات پوچھے تو اس نے بتایا جب ضیاء الحق کے چیلوں نے مسجد احمدیہ نوکوٹ کو گرا کر آگ لگادی اور اس کی حفاظت پر مامور خدام دیوار پھلاند کر دوسری طرف کود گئے یہ چونکہ تھوڑا معذور ہے اس لئے دیوار پھلاند نہ سکا تو پورا مجمع اس پر ٹوٹ پڑا جو جس کے ہاتھ میں آیا مجھے مار رہا تھا۔ سونٹے۔ اینٹیں۔ دروازوں کے ٹوٹے ہوئے تختے۔ ٹانگیں۔ مکے مگر مجھے کچھ بھی محسوس نہ ہو رہا تھا ایک بار تو میں نے دیکھنے کیلئے کہ زندہ بھی ہوں یا نہیں زور سے سانس اندر کھینچی تب پتہ چلا زندہ ہوں مگر مجھے کوئی چوٹ محسوس نہ ہو رہی تھی بعد میں جب پولیس نے آکر گرفتار کیا اور تھانے لے گئی تب زخموں سے بہتا ہوا خون دکھائی دیا بعد میں جو جھوٹا کیس بنایا اور جس کی انتہائی سزا موت تھی حیدرآباد سنٹرل جیل میں ڈال دیا جہاں سے ضیاء الحق کی موت کے بعد رہائی نصیب ہوئی اور آسٹریلیا آگیا۔ مجھے اسی قسم کا ایک اور واقعہ خیر پور کے چوہدری شاہ احمد صاحب کے بیٹے ایوب کا بھی یاد آیا جو آج کل لندن میں ہے کہ پولیس اس کو الٹا لٹکا کر مارتی رہی اور دیکھنے والے دہل رہے تھے مگر جب ایوب کو پوچھا گیا تو اس نے بتایا کہ مجھے تو کچھ پتہ ہی نہیں میرے ساتھ کیا ہوتا رہا ہے۔

گویا اللہ تعالیٰ نے جسم سن کر دیا تھا اور درد کی حس ہی ختم ہوگئی تھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا آگ میں ڈالا جانا اور آگ کا نہ جلانا بھی اسی قدرت نمائی کا عظیم اظہار تھا وارث اور مشتاق نے مجھے اپنے ہاں برزبن آنے کی دعوت دی اور جب مجھے پتہ چلا کہ "شمع رخ انور" بھی برزبن جارہی ہے تو میں یہ دعوت قبول کرتے ہوئے ۲۲ تاریخ کی صبح برزبن روانہ ہوگیا وہاں جماعتی سنٹر کا افتتاح تھا جو ۱۰ ایکڑ رقبے پر مشتمل تھا۔ یہاں بھی ڈیم بنا ہوا ہے جہاں کنگارو آکر پانی پیتے ہیں۔ برزبن میں اور بھی کئی رشتہ داروں سے ملاقات ہوئی خود مربی صاحب کے ہاں میری خالہ زاد کی بیٹی ہیں اُن کی ایک اور بہن بھی وہاں بیاہی ہوئی ہیں۔ ہماری ایک بھانجی بھی جو مظفر چانڈیو۔ سے بیاہی ہوئی ہیں سب نے باری باری دعوتیں کیں افسوس ہے ڈاکٹر منیر عابد صاحب کی دعوت پر ایڈی لیڈ نہ جاسکا کیونکہ برزبن اور پھر فجی اور نیوزی لینڈ کی ٹکٹیں خریدنے کے بعد تھوڑا احتاط بھی ہونا پڑ رہا تھا کہ ہنگری کی طرح کہ ایک خادم نے اپنے آقا کو تار دیا تھا کہ your servant in hungry is hungry کی طرح ہمیں بھی جرمنی تار نہ دینی پڑے چانڈیو صاحب کے ساتھ سندھی زبان بول بول کر زنگ اتارا بہت ہی دلچسپ آدمی اور جماعتی کاموں میں بہت وقت دینے والے۔ 25 اپریل کو برزبن سے واپس آیا تو یونس ایئرپورٹ پر موجود تھا وہ مجھے گھر لے گیا اور اگلے دن فجی جانے کیلئے پھر ایئرپورٹ چھوڑ گیا۔ (باقی) ❁

صحبت صالحین کی اہمیت اور افادیت

عطاء الرحمٰن خالد استاذ جامعہ احمدیہ قادیان

جسطرح مادی اور ظاہری جسم کی صحتیابی اور توانائی کیلئے آب و ہوا اور مقوی غذاؤں کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح روحانی غذاؤں کے حصول کیلئے صحبت صالحین کی نہایت ضرورت ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے خدا اور خدا کے رسول پر ایمان لانے کے بعد نیک صحبت اختیار کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:-

"یایها الذین امنوا اتقوا الله و کونوا مع الصدقین۔" (سورۃ التوبہ آیت:119)

یعنی اے مومنو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صادقوں کے ساتھ شامل ہوجاؤ۔

اس آیت میں صادقین سے مراد خدا تعالیٰ کے وہ برگزیدہ بندے ہیں جن پر خدا تعالیٰ کا انعام ہوا ہے جو اصلاح خلق کیلئے پیدا کئے گئے ہیں۔ مثلاً نبی، صدیق، شہید اور صالح وغیرہ۔ کہاوت ہے۔

''صحبت صالح ترا صالح کند صحبت طالح ترا طالح کنند''

یعنی اگر کوئی نیک صحبت میں رہے گا تو وہ نیک بنے گا اور اگر بدصحبت میں رہے گا تو بد بنے گا۔ دنیا میں ایسی بے شمار مثالیں پائی جاتی ہیں کہ بعض بدترین خصلت کے لوگ بھی اچھی صحبت اختیار کر کے نیک ہوگئے اور بعض اچھے گھرانے کے نیک لوگوں کی اولاد بھی بدصحبت اختیار کر کے بدکردار اور مجرم بن گئی۔ حضرت نوحؑ کا بیٹا اور حضرت لوطؑ کی بیوی کی ہلاکت بدصحبت اختیار کرنے کی وجہ سے ہوئی۔ آنحضرت ﷺ نے نیک صحبت کو خوشبو اور بدصحبت کو بدبو قرار دیا ہے اور فرمایا کہ نیک صحبت اختیار کرنے کا تو فائدہ ہی فائدہ ہے اور بدصحبت اختیار کرنے کا نقصان تو بہت ہے مگر فائدہ کوئی نہیں چنانچہ حدیث میں آیا ہے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نیک صحبت اور بدصحبت کی مثال مسک فروخت کرنے والے اور بھٹی جھونکنے والے کی مانند ہے۔ مشک (خوشبو) فروخت کرنے والا ایسا ہے کہ یا تو وہ تجھے مفت میں مشک دے گا یا تو اس سے مول دیکر خرید لے گا یا پھر تو اگر اس کے قریب رہے گا تو خوشبو جو کہ پاک وطیب ہے تجھے ملتی رہے گی دوسری طرف بھٹی جھونکنے والا ایسا ہے کہ جس کے قریب اگر تو بیٹھا تو اپنے کپڑے جلائے گا یا پھر (کپڑے اگر بچا بھی لے گا) تو بدبودار دھواں ہی اس سے پائے گا۔ (مسلم کتاب البر والصلہ)

حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ نیک لوگوں کی صحبت خوشبو سے معطر ہونے کی طرح ہے جو ظاہر و باطن کو معطر دپاک کردیتی ہے اور بدصحبت جلتی ہوئی بھٹی کی آگ کی طرح ہے جس کے قریب جاتے ہی کپڑے وغیرہ کے جلنے کا خطرہ ہوتا ہے اور بدبودار دھواں جو آگ سے نکلتا ہے اس سے بھی انسان پریشان ہوجاتا ہے۔ لہٰذا ایک عقلمند انسان کا پہلا فرض یہ بنتا ہے کہ وہ ہمیشہ بدصحبت سے پرہیز کرے اور نیک صحبت کی تلاش میں لگے رہے اور جب نیک صحبت حاصل ہو تو اس سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش کرے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''ایک مرد اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے اس لئے تم میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ دوستی کرتے وقت غور کرے کہ وہ کس کو اپنا دوست بنا رہا ہے۔

(ابوداؤد کتاب الادب)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

'' انسان اصل میں اُنسان ہے یعنی دو محبتوں کا مجموعہ۔ ایک اُنس خدا سے کرتا ہے دوسرا اُنس انسان سے چونکہ انسان کو تو اپنے قریب پاتا ہے اور دیکھتا ہے اور اپنی بنی نوع کی وجہ سے اس سے جھٹ پٹ متاثر ہوجاتا ہے اس لئے کامل انسان کی صحبت اور صادق کی معیت اُسے وہ نور عطا کرتا ہے جس سے خدا کو دیکھ لیتا ہے اور گناہوں سے بچ جاتا ہے''

(الحکم جلد ۵ صفحہ ۱۱ سن ۱۹۰۱ء)

روحانی صحت یابی اور شفایابی کیلئے صحبت صالحین کی اسی طرح ضرورت ہے جس طرح ایک مہلک بیماری یا وبا سے بچنے کیلئے حاذق اور ماہر طبیب کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس دور میں دنیا میں مادیت اور مغربی تہذیب کی مہلک وبا تیزی سے پھیل رہی ہے۔ اس دور حاضر میں انسانیت کو اگر کوئی چیز بچاسکتی ہے تو وہ صرف اور صرف نیک اور خدادوست انسان کی صحبت ہے چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

''اگر صحبت صالحین میں رہنا واجبات دین میں سے نہ ہوتا تو خدا تعالیٰ اپنے کلام کو بغیر بھیجنے رسول اور نبیوں کے اور طور پر بھی نازل کرسکتا تھا۔ لیکن خدا تعالیٰ کی عمیق حکمت اور دانائی نے ہرگز ایسا منظور نہیں رکھا اور ضرورت کے وقتوں میں یعنی جب کبھی محبت الٰہی اور خدا ترسی اور تقویٰ طہارت وغیرہ امور واجبہ میں فرق آتا رہا ہے مقدس لوگ خدا تعالیٰ سے وحی پاکر نمونہ کے طور پر دنیا میں آتے رہے ہیں۔ (فتح اسلام صفحہ ۱۹)

تذکرۃ الصالحین میں حضرت شیخ ابوالعباس قصاب کا قول ہے

''نیکو کی صحبت اور مقامات مقدسہ کی زیارت سے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کرنی چاہئے جن کی صحبت ظاہر و باطن کو نور معرفت سے مجلی کروے''

چنانچہ سناتن دھرم میں بھی نیک صحبت اختیار کرنے کی اور مقامات مقدسہ کی زیارت کرنے کی ہدایات متعدد دھرم پستکوں میں دی گئیں ہیں ایک اپنشد میں لکھا ہے:

یعنی کہ اے لوگو! جلد از جلد ہوشیار اور چوکنے ہوجاؤ نیک اور خدارسیدہ لوگوں کے پاس جاکر ان کی نصیحت سے اپنی بھلائی کی راہ اور خدا کا علم حاصل کرو۔ خدا تعالیٰ کا عرفان بہت عمیق ہے۔ اس کی ہستی کا علم اس کو حاصل کرنے کی راہ صادقین اور عارفین کی مدد اور خدا کے فضل کے بغیر ویسا ہی کٹھن ہے جیسے کہ تلوار کی تیز دھار پر چلنا۔ ایسی مشکل راہ سے آسانی کے ساتھ پار ہونے کے طریقے وہ عارفین بتا سکتے ہیں جو خود اس کو پار کرچکے ہوں۔ (کٹھواپنشد وتی ۳ منتر ۴)

ان ہدایات سے ثابت ہوا کہ جب تک انسان خدارسیدہ اور پاکباز اور صادق لوگوں کی صحبت اختیار نہیں کرتا وہ خدا تعالیٰ تک پہنچ نہیں سکتا۔ اور سچا عرفان اسے حاصل نہیں ہوسکتا چاہے وہ دنیاوی لحاظ سے کتنا ہی بڑا عالم و فاضل کیوں نہ ہو۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:-

''جب انسان ایک راستباز اور صادق کے پاس بیٹھتا ہے تو صدق اس میں کام کرتا ہے لیکن جو راستباز کی صحبت چھوڑ کر بدوں اور شریروں کی صحبت کو اختیار کرتا ہے تو اُس میں بدی اثر کرتی جاتی ہے۔ اسلئے احادیث اور قرآن شریف میں صحبت بد سے پرہیز کرنے کی تاکید اور تہدید پائی جاتی ہے۔ اور لکھا ہے کہ جہاں اللہ اور اس کے رسولؐ کی اہانت ہوتی ہو اس مجلس سے فی الفور اُٹھ جاؤ ورنہ جو اہانت سنکر نہیں اٹھتا اس کا شمار بھی ان میں ہی ہوگا''۔

پھر فرمایا:-

''صادقوں اور راستبازوں کے پاس رہنے والا بھی انہیں میں ہی شریک ہوتا ہے۔ اس لئے کس قدر ضرورت ہے اس امر کی کہ انسان کونوا مع الصادقین کے پاک ارشاد پر عمل کرے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملائکہ کو دنیا میں بھیجتا ہے وہ پاک لوگوں کی مجلس میں آتے ہیں اور جب واپس جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے کہ تم نے کیا دیکھا وہ کہتے ہیں کہ ہم نے ایک مجلس دیکھی ہے جس میں کچھ لوگ تیرا ذکر کررہے تھے مگر ایک شخص ان میں سے نہیں تھا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نہیں، وہ بھی انہیں میں سے ہے کیونکہ انهم قوم لا یشقی جلیسهم (یعنی وہ ایسی قوم ہے جس کے پاس بیٹھنے والا بدنصیب یا محروم نہیں ہوتا) اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ صادقوں کی صحبت سے کس قدر فائدے ہیں۔ سخت بدنصیب ہے وہ شخص جو صحبت سے دور ہے۔ (الحکم جلد ۸ صفحہ ۱ سن ۱۹۰۴ء)

صالح آدمی کا مقام اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بلند ہے کسی بستی میں ایک بھی صالح شخص اگر موجود ہو تو کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس صالح بندے کے صدقے تمام بستی والوں کو بلاؤں اور ہلاکتوں سے بچاتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:-

''زیارت صالحین کیلئے سفر کرنا قدیم سے سنت سلف صالح چلی آتی ہے۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ جب قیامت کے دن ایک شخص اپنی بداعمالی کی وجہ سے سخت مواخذہ میں ہوگا تو اللہ جل شانہ اس سے پوچھے گا کہ فلاں صالح آدمی کی ملاقات کیلئے کبھی تو گیا تھا تو وہ کہے گا بالا رادہ تو کبھی نہیں گیا مگر ایک دفع ایک راہ میں اس کی ملاقات ہوئی تھی تب خدا تعالیٰ کہے گا کہ جا بہشت میں داخل ہوجا میں نے اسی ملاقات کی وجہ سے تجھے بخش دیا۔

(آئینہ کمالات اسلام اشتہار قیامت کی نشانی صفحہ ۷)

لوگ مختلف اغراض کے تحت سفر کرتے رہتے ہیں کبھی اس نیت سے بھی سفر کرنا چاہئے کہ فلاں نیک بندے سے ملاقات کرنی ہے اور اس کی صحبت میں چند دن گذارنا ہے۔ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کی نیت کے مطابق اُسے نیکوں کی موت عطا فرمائے اور نیک لوگوں کی جماعت میں اس کا شمار ہو۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل مولانا حکیم نورالدین صاحبؓ فرماتے ہیں:-

''میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ بدصحبتوں سے کنارہ کش رہو۔ بعض صحبتوں میں بیٹھکر انسان پھر انہیں کے رنگ میں رنگین ہوجاتا ہے اور بعض طبیعتیں ایسی ہوتی ہیں کہ وہ دوسروں کا اثر جلد قبول کرلیتی ہیں پھر فرمایا: بقدر طاقت اور مقدرت کے انسان کو چاہئے کہ ایسی صحبتوں سے کنارہ کش رہے جس کا اس پر برا اثر پڑتا ہو۔ اسی طرح فرمایا کہ صحبت صالح سے مراد اچھی دوستی بھی ہے اور اچھے دوست وہ ہوتے ہیں جو اپنے دوست یا بھائی کی عیب چینی کی بجائے اس کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ آپؓ فرماتے ہیں: حضرت صاحب (یعنی حضرت مسیح موعودؑ) کے زمانہ میں آپؑ کے سامنے کسی نے کہا کہ فلاں آدمی میں یہ عیب ہے فرمایا کیا تو نے اس کے لئے چالیس روز رو رو کر دعا کرلی ہے جو مجھ سے شکایت کرتا ہے؟

میرا دوست اگر ملے اور اس نے شراب پی بھی ہو تو میں اسے خود اٹھا کر کسی محفوظ مکان میں لے جاؤں پھر آہستہ آہستہ اس کی اصلاح کروں۔

(اخبار بدر جلد ۸، ۱۴ تا ۲۸ جنوری ۱۹۰۹ء)

اللہ تعالیٰ ارحم الرحمین ہے اور وہ اپنے بندوں کی اصلاح چاہتا ہے اس لئے وہ بندوں کے بے شمار عیوب کو اپنی رحمت اور شفقت کی چادر سے ڈھانپ دیتا ہے اور اس کا ایک نام عیب پوش اسی لئے ہے۔ بندوں کی اصلاح کیلئے ہی اس نے اپنے خاص بندوں کو گاہے بگاہے دنیا میں بھیجنے کا سلسلہ جاری رکھا ہے اور ساتھ میں اس نے ہدایت دی ہے کہ اگر تم میری قربت اور اپنی اصلاح چاہتے ہو تو میرے اس حکم پر یعنی کونوا مع الصادقین پر عمل کرو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام صحبت صالحین کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:-

''پس اس سے کبھی بے خبر نہیں رہنا چاہئے کہ صحبت میں بہت بڑی تاثیر ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اصلاح نفس کیلئے کونوا مع الصادقین کا حکم دیا ہے جو شخص نیک صحبت میں جاتا ہے خواہ وہ مخالفت ہی کے رنگ میں ہو لیکن وہ صحبت اپنا اثر کئے بغیر نہ رہے گی اور ایک نہ ایک دن وہ اس مخالفت سے باز آجائے گا۔

(الحکم جلد ۸ صفحہ ۹، ۱۹۰۴)

اللہ تعالیٰ ہمیں نیک صحبت میں رہنے اور بدصحبت سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ☆☆☆

طلباء و پرنسپل صاحب جامعہ احمدیہ کینیڈا کی قادیان میں آمد

ستمبر 2006 میں جامعہ احمدیہ کینیڈا کے 26 طلباء قادیان کی زیارت کیلئے تشریف لائے مقامات مقدسہ کی زیارت اور شعائر اللہ میں نمازوں اور دعاؤں کے علاوہ طلباء جامعہ احمدیہ قادیان میں بھی تشریف لائے اور محترم مولانا محمد حمید کوثر صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ سے بھی ملاقات کی اور کچھ دیر کلاس درجہ رابعہ میں بیٹھے اور وہاں کی پڑھائی کا جائزہ لیا جامعہ احمدیہ کی پڑھائی اور طلباء سے ملکر بہت خوش ہوئے۔ یہ طلباء اپنے پرنسپل صاحب کے ساتھ دہلی کے تاریخی مقامات اور آگرہ وغیرہ بھی گئے۔

مورخہ 2.9.06 کو بعد نماز مغرب و عشاء مسجد مبارک میں جامعہ احمدیہ قادیان کی جانب سے اس وفد کے اعزاز میں ایک جلسہ محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان کی صدارت میں منعقد ہوا اس موقعہ پر مکرم مبارک احمد صاحب نذیر پرنسپل جامعہ احمدیہ کینیڈا بطور مہمان خصوصی محترم صدر اجلاس کے ساتھ رونق افروز ہوئے۔ تلاوت قرآن پاک مکرم راشد فائز خطاب صاحب نے کی محترم پرنسپل صاحب جامعہ احمدیہ قادیان نے جامعہ احمدیہ قادیان میں صبح کے وقت حضرت میر محمد اسماعیلؓ کی پڑھی جانے والی دُعا پڑھی جو کہ سامعین و حاضرین نے بھی ساتھ ساتھ دہرائی اس کے بعد چند طلباء جامعہ احمدیہ قادیان نے حضرت مسیح موعودؑ کا عربی نعتیہ قصیدہ خوش الحانی سے سنایا بعدہ محترم پرنسپل صاحب جامعہ احمدیہ قادیان نے جلسہ کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے معزز مہمان کا تعارف کروایا۔

اس کے بعد عزیز مبشر احمد صاحب خادم نے جامعہ احمدیہ قادیان کی جانب سے جامعہ احمدیہ کینیڈا کے طلباء و پرنسپل صاحب کی خدمت میں استقبالیہ پڑھ کر سنایا اور اُنکی قادیان آمد پر خوش آمدید کہتے ہوئے ان کے اس تاریخی سفر کے بابرکت ہونے کی دُعا کی اس کے بعد جامعہ احمدیہ کینیڈا کے ایک طالب علم نے اردو زبان میں ایک طالب علم نے انگریزی میں بھی استقبالیہ کا جواب دیتے ہوئے اظہار تشکر کیا۔ پھر مکرم پرنسپل صاحب جامعہ احمدیہ کینیڈا نے خطاب فرمایا اور جامعہ احمدیہ قادیان اور اہالیان قادیان کا شکریہ ادا کیا اور اپنی زندگی میں رونما ہوئے چند ایمان افروز واقعات سناتے ہوئے بتایا کہ مبلغین کو ہمیشہ ہر کام کیلئے مستعد رہنا چاہئے اور خدا سے ہر آن دعا مانگتے رہنا چاہئے۔ آخر میں حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ نے بصیرت افروز خطاب فرماتے ہوئے بچپن کے چند دلچسپ واقعات بیان کئے۔ دُعا کے ساتھ جلسہ برخاست ہوا۔

جلسہ کے معاً بعد بورڈنگ جامعہ احمدیہ میں ایک خصوصی دعوت کا اہتمام کیا گیا جس میں حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ، مکرم شیراز احمد صاحب ناظر تعلیم، مکرم وحید الدین صاحب نائب ناظر تعلیم کے علاوہ مکرم پرنسپل صاحب جامعہ احمدیہ کینیڈا اور جامعہ احمدیہ کینیڈا کے جملہ طلباء اور جامعہ احمدیہ قادیان کے اساتذہ و طلباء نے شرکت کی۔ اس موقعہ پر کینیڈا کے طلباء نے حضرت صاحبزادہ صاحب کے ساتھ یادگاری تصویر کھنچوائی نیز اسٹاف جامعہ احمدیہ قادیان کے ساتھ بھی تصاویر لیں دعا کے بعد دعوت اختتام پذیر ہوئی۔

مکرم مبارک احمد صاحب نذیر پرنسپل جامعہ احمدیہ کینیڈا اور ان کے ہمراہ آئے ہوئے ایک اور استاد نے اگلے دن مکرم پرنسپل صاحب جامعہ احمدیہ قادیان مکرم ناظر صاحب تعلیم کے ساتھ جامعہ احمدیہ قادیان کے نصاب اور دیگر امور پر میٹنگ کی۔ اللہ تعالیٰ طلباء جامعہ احمدیہ کینیڈا کا یہ دورہ ہر لحاظ سے کامیاب کرے اور ہم سب کو اپنے پیارے امام کی منشا اور خواہش کے مطابق سلسلہ کی بھرپور خدمات کی توفیق عطا کرے۔ آمین

(محمد یوسف انور جامعہ احمدیہ قادیان)

ناظر صاحب تعلیم قادیان کا جامعہ احمدیہ کو خطاب

مورخہ ۹ ستمبر ۲۰۰۶ء بروز ہفتہ محترم شیراز احمد صاحب ناظر تعلیم جامعہ احمدیہ قادیان (سرائے طاہر) میں تشریف لائے آپکی تشریف آوری پر ہال سرائے طاہر میں ایک خصوصی جلسہ کا اہتمام کیا گیا، عزیز حافظ نعیم احمد صاحب پاشا کی تلاوت کے بعد محترم پرنسپل صاحب نے اسمبلی میں پڑھی جانے والی دعا طلبا و اساتذہ کی معیت میں دہرائی عزیز کے راشد احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عربی منظوم کلام سے چند اشعار خوش الحانی سے پیش کئے اس کے بعد محترم ناظر صاحب تعلیم نے نہایت موثر رنگ میں طلباء کو قیمتی اور زریں نصائح سے نوازا موصوف نے طلباء کو خصوصاً اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ آپ نے اپنی زندگی اس رنگ میں گزارنی ہے کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو آپ سے جو امیدیں اور توقعات ہیں اُن کو آپ پورا کرنے والے ہوں۔ موصوف نے حضور انور کے اس خطاب کی طرف بھی توجہ دلائی جو حضور انور نے مسجد اقصیٰ میں طلباء جامعہ احمدیہ و طلباء جامعۃ المبشرین کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا حضور نے فرمایا ہے کہ جس جگہ بھی آپ بطور مبلغ جاتے ہیں خلیفہ وقت کے نمائندہ کی حیثیت سے جاتے ہیں اس کے پیش نظر ہماری اہمیت اور ذمہ داری کیا ہے اس پر ہمیں غور کرنا چاہئے اور اس طرح اپنے اطوار و اعمال بنانے چاہئیں کہ خلیفہ وقت کے نمائندے ہونے کا حق ادا کر سکیں۔

محترم ناظر صاحب تعلیم نے اپنے خطاب میں چند عناوین کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ ان تمام عناوین پر طلباء کو مفصل مقالہ جات تیار کرنے چاہئیں تا کہ ان کے تمام پہلوؤں سے وہ روشناس ہوں۔ موصوف نے اس سلسلہ میں بعض اہم ہدایات دیں۔ اس خطاب کے اختتام پر طلباء نے محترم موصوف سے کچھ سوالات بھی کئے اور موصوف نے ان سوالات کے مختصر رنگ میں جوابات دیئے۔ آخر پر محترم پرنسپل صاحب جامعہ احمدیہ نے طلباء کو چند ضروری نصائح کیں اور اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ طلباء کو چاہئے کہ غیر ضروری باتوں کی بجائے اپنی پڑھائی پر خاص توجہ دیں اور زیادہ سے زیادہ وقت اپنی پڑھائی میں صرف کریں اور اپنے مختصر خطاب کو آپ نے اس جامع اور اہم بات پر ختم کیا کہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ آپ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ اور حضرت مولانا برہان الدین صاحب جہلمیؓ جیسے عالم بننے کی کوشش کریں۔ اس کے بعد محترم پرنسپل صاحب نے دعا کروائی اور جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

(پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان)

جماعت احمدیہ پالگھاٹ میں ایک نئے مشن ہاؤس کا افتتاح

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ پالگھاٹ میں ایک نئے مشن ہاؤس کا افتتاح مورخہ ۲۲ ستمبر ۲۰۰۶ء بروز جمعۃ المبارک ہوا۔ اس جماعت کی مسجد بہت چھوٹی ہوگئی تھی سیدنا حضور انور ایدہ اللہ کی اجازت سے ایک مخیّر دوست نے پچاس سینٹ زمین اور اس میں ایک پختہ عمارت خرید کر صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام وقف کر کے جماعت احمدیہ پالگھاٹ کو دی۔ اس تقریب میں دور و نزدیک کے احباب تشریف لائے تھے سب سے پہلے خاکسار نے اجتماعی دعا کی اس کے بعد علاقائی امیر محترم پروفیسر عبدالکریم صاحب مسجد و مشن ہاؤس کا دروازہ کھول کر اس کا افتتاح کیا۔ اس کے بعد تمام حاضرین بھی مسجد میں داخل ہوئے۔ خاکسار نے مساجد کے آداب پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا ایک ایمان افروز خطبہ پڑھا جمعہ اور عصر کی نمازوں کے بعد محترم امیر صاحب کی زیر صدارت ایک مختصر اجلاس ہوا جس کو خاکسار نے مخاطب کیا اجتماعی دعا کے بعد یہ بابرکت تقریب اختتام پذیر ہوئی۔ اس موقعہ پر حاضرین میں شیرینی تقسیم کی گئی، اللہ تعالیٰ اس مخیّر دوست کو جزائے خیر عطا فرمائے اور یہ وقف قبول فرمائے اور یہ مسجد و دار التبلیغ بہتوں کی ہدایت کا ذریعہ بنادے۔ (محمد عمر مبلغ انچارج کیرلہ)

شریف جیولرز ربوہ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد ربوہ

00-92-476214750 فون ریلوے روڈ

00-92-476212515 فون اقصیٰ روڈ ربوہ پاکستان

نونیت جیولرز

NAVNEET JEWELLERS

الیس اللہ بکاف عبدہ

Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

الیس اللہ بکاف عبدہ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers

جے کے جیولرز ۔ کشمیر جیولرز

چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے

Ph. (S) 01872-221672 (R) 220260

(M) 98147-58900

E-mail: Kashmirsons@yahoo.co.in

Mfrs & Suppliers of :

Gold and Diamond Jewellery

Lucky Stones are Available here

اللہ الیس عبدہ بکاف

2 and 3 Bed Rooms Flat

Independant House

All Facilities Available

Attach Toilet/ Bath Rooms/ Kitchen/ Drawing Hall

Area Statement (In Sft.) Ground Floor-936, First Floor-936

at Qadian Near Jalsa Gah

Flat Available

Contact : **Deco Builders**

Shop No, 16, EMR Complex

Opp. Ramakrishna Studio, Nacharam

Hyderabad-76, (A.P.) INDIA

Ph. 040-27172202, 0924618281, 098491-28919

مستحق احمدی طلباء کے لئے تعلیمی امداد اور قرض کے حصول کے لئے مقرر کردہ معیار

1. پرائمری کلاسز (جماعت 1 تا 5) کے طلباء کے لئے نمبرات کا کوئی معیار مقرر نہیں ہوگا۔ مستحق طلباء کو پرائمری تعلیم کے اخراجات کے لئے حسب حالات کلی یا جزوی طور پر قرض یا امداد دی جائیگی۔

2. جماعت 6 سے 10+1 تک صرف وہی طلباء تعلیمی امداد یا قرض حاصل کرنے کے مستحق ہوں گے جنہوں نے گذشتہ جماعت کے سالانہ امتحان میں 60% یا اس سے زائد نمبر حاصل کئے ہوں گے۔ مثلاً اگر کوئی طالب علم جماعت 6 کے لئے تعلیمی امداد/قرض کی درخواست دیتا ہے تو ضروری ہے کہ اُسنے جماعت 5 میں 60% یا زائد نمبر حاصل کئے ہوں۔

3. ہائر سیکنڈری (10+2) گریجویشن (B.A., B.Sc., etc) اور پوسٹ گریجویشن (M.A., M.Sc., etc.) کے طلباء کو تعلیمی امداد یا قرض اُسی صورت میں دیا جاسکے گا اگر اُنہوں نے اپنے گذشتہ سالانہ امتحان میں 70% یا زائد نمبر حاصل کئے ہوں۔

(الف) مثلاً اگر کوئی طالب علم B.A., B.Com., B.Sc. کے 1st year کے لئے تعلیمی امداد/قرض کی درخواست دے رہا ہے تو ضروری ہے کہ اُسنے 10+2 میں 70% یا زائد نمبر حاصل کئے ہوں۔

(ب) اسی طرح اگر کوئی طالب علم B.A., B.Com., B.Sc. کے آخری سال (final year) کے لئے تعلیمی امداد/قرض حاصل کرنا چاہتا ہے تو ضروری ہے کہ اُسنے B.A., B.Com., B.Sc. کے 2nd year میں 70% یا زائد نمبر حاصل کئے ہوں۔

(ج) اور اگر کوئی طالب علم M.A., M.Sc., M.Com. کے 1st year کے لئے تعلیمی امداد/قرض کی درخواست دیتا ہے تو ضروری ہے کہ اُسنے B.A., B.Com., B.Sc. کے final year میں 70% یا زائد نمبر حاصل کئے ہوں۔

4. Professional courses (پیشہ وارانہ تعلیم) میڈیکل انجینئرنگ، آرکیٹکچر، لاء، چارٹرڈ اکونٹنسی (ACA)، کمپنی سیکرٹری (ACS)، کاسٹ اکونٹنسی (ICWA)، MBA وغیرہ اور دیگر سائنس سے متعلق Professional courses کے لئے صرف وہی طلباء تعلیمی امداد/قرض کے مستحق ہوں گے جن کو merit basis (بغیر ڈونیشن کی رقم ادا کئے) متعلقہ کورس میں داخلہ ملا ہو یعنی اُنہیں داخلی ٹیسٹ، انٹرویو، گروپ ڈسکشن، کاؤنسلنگ کی بناء پر داخلہ ملا ہو۔

5. تعلیمی امداد/قرضہ کے لئے صرف اُن مستحق طلباء کی ہی درخواستیں سفارش کے ساتھ بھجوائی جائیں جو مندرجہ بالا شرائط (1 تا 4) پر پورے اترتے ہوں۔ درخواست کے ساتھ DMC معیار پر داخلہ ملنے کا ثبوت تعلیمی اخراجات کا ثبوت ساتھ بھجوایا جائے۔ یہ بات ذہن میں رکھی جائے کہ صرف ٹیوشن فیس اور اخراجات کتب ہی کلی یا جزوی طور پر بصورت قرض یا امداد دئے جانے کی گنجائش ہوگی۔ اسکے علاوہ کوئی دوسرے اخراجات نہیں دئے جائیں گے۔

(II) ہر جماعت میں احمدی طلباء کی کارکردگی کا جائزہ

1. اپنے صوبہ/زون/جماعت کے ہر طالب علم (لڑکا/لڑکی) کی تعلیمی کارکردگی کا باقاعدہ جائزہ لیتے رہیں۔ اسکے لئے ایک رجسٹر بنایا جائے جس میں ہر جماعت کے طالب علم کے سہ ماہی/ششماہی/سالانہ امتحانات میں حاصل کردہ نمبرات کا تفصیل سے اندراج کیا جائے۔ نظارت تعلیم اس رجسٹر کا باقاعدہ جائزہ لے گی۔ اسی طرح ہر سال سالانہ امتحان کے بعد اپنی جماعت کے طلباء کے بارہ میں تعلیمی رپورٹ نظارت تعلیم کو بھجوائی جائے جس میں درج ذیل اعداد و شمار دئے جائیں۔ (الف) تعداد طلباء (ب) 59% تک نمبرات حاصل کرنے والے طلباء (ج) 60%-69% نمبر حاصل کرنے والے طلباء (د) 70%-79% نمبر حاصل کرنے والے طلباء (چ) 80% یا زائد نمبر حاصل کرنے والے طلباء۔

2. جو طلباء جماعت 1 سے 10+1 تک 60% سے کم نمبر حاصل کر رہے ہیں اُن کی طرف خصوصی توجہ دی جائے تا کہ اُن کی کارکردگی میں بہتری پیدا کی جاسکے۔ اسی طرح ذاتی دلچسپی اور توجہ کے ذریعہ 10+2 اور گریجویشن یا پوسٹ گریجویشن کے طلباء کو تحریک کی جائے کہ وہ 70% یا اس سے زائد نمبر حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

3. اپنی جماعت یا قریبی جماعت میں موجود احمدی اساتذہ کی مدد حاصل کریں اور انہیں تحریک کریں کہ ہفتہ یا پندرہ دن میں ایک بار احمدی طلباء کو رضاکارانہ طور پر ٹیوشن دیں تا کہ احمدی طلباء کی کارکردگی میں بہتری پیدا ہو۔

4. جماعت نہم، دہم، 10+1 اور 10+2 کے طلباء کی تعلیمی کارکردگی کا بغور جائزہ لیا جائے اور اسی طرح اُن کی دیگر صلاحیتوں، لیاقتوں اور قابلیت، بہتر رجحانات اور دلچسپی کا پورا جائزہ لیا جائے اور اس کی بناء پر اُن کی رہنمائی اور counselling کی جائے۔ ایسے طلباء کی رپورٹ نظارت تعلیم میں باقاعدہ بھجوائی جائے تا کہ نظارت تعلیم بھی اُن کے تعلیمی پروگرام کے بارہ میں اُن کی صحیح رنگ میں رہنمائی کر سکے۔

5. یہ بات ذہن میں مستحضر رکھیں کہ حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احمدی طلباء کے لئے یہ ٹارگیٹ دیا ہے کہ وہ اپنی کلاس/کالج/یونیورسٹی میں اوّل پوزیشن حاصل کریں اور 80% یا زائد نمبر حاصل کریں۔ احمدی طلباء کو کوشش کرنی چاہئے کہ وہ اپنے صوبہ کی بورڈ یا یونیورسٹی کی top ten فہرست میں شامل ہوں اپنی جماعت کے سیکرٹری تعلیم کو فعال بنائیں۔ اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم حضور پرنور کی توقعات کو پورا کرنے میں کامیاب ہوں۔ آمین

اسی طرح طلباء اور والدین کو بھی اُن کی ذمہ داری کا احساس دلائیں اور ساتھ ساتھ اُن کی رہنمائی بھی کرتے رہیں۔ اس سرکلر کو نہایت اہم تصور کرتے ہوئے جملہ والدین، طلباء، سیکرٹریان تعلیم، احمدی اساتذہ الغرض جماعت کے ہر فرد کو اس کے مندرجات سے آگاہ کریں۔

اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور آپ کو حضور انور کے ارشادات کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(شیراز احمد۔ ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان)

نادار طلباء کو امداد تعلیمی فراہم کرنے کیلئے صاحب ثروت احباب سے ضروری گزارش

مستحق افراد جماعت کی طرف سے ہندوستان بھر سے اپنے بچوں کی تعلیم کیلئے تعلیمی امداد فراہم کرنے کی درخواستیں نظارت تعلیم کو کثرت سے موصول ہوتی ہیں۔

حضرت خلیفة المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے نظارت کو ارشاد فرمایا ہے کہ نادار طلباء کے فنڈ کو مضبوط کیا جائے تا کہ زیادہ سے زیادہ نادار طلباء کے تعلیمی اخراجات کیلئے اعانت دی جاسکے۔

لہذا جماعت کے ایسے افراد جو اس فنڈ میں حصہ لینے کی حیثیت رکھتے ہیں اس ارشاد کی روشنی میں اپنے عطیات کی رقوم "امداد نادار طلباء" کی مد میں دفتر محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان میں ارسال کریں اور نظارت کو بھی اس کی اطلاع بھجوائیں۔ جزاکم اللہ۔ (شیراز احمد ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان)

منظوری انتخاب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے نئے انتخاب برائے سال یکم نومبر 2006 تا 31 اکتوبر 2008 کی رپورٹ پیش ہونے پر سیدنا حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے زیر مکتوب لندن 24.9.06 ارشاد فرمایا "میں مکرم محمد اسماعیل طاہر صاحب کو صدر مجلس مقرر کرتا ہوں۔ اللہ یہ اعزاز ان کیلئے اور بھارت کی مجلس خدام الاحمدیہ کیلئے بہت مبارک فرمائے خدا تعالیٰ انہیں خوب محنت لگن اور جانفشانی کے ساتھ سلسلہ کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ ارشاد صدر انجمن احمدیہ قادیان میں زیر نمبر 142 خ۔ مورخہ 24.9.06 کو ریکارڈ کیا گیا ہے (ناظر اعلیٰ قادیان)

ضروری اعلان بسلسلہ نمائندگان شوریٰ جلسہ سالانہ قادیان

جیسا کہ اخبار بدر کے مسلسل اعلانات اور سرکلر لیٹر سے عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کو اطلاع ہو چکی ہے کہ امسال بھی مجلس مشاورت جلسہ سالانہ قادیان کے معاً بعد 29 دسمبر کو منعقد ہونی ہے۔ جس کے لئے جماعتوں کے چندہ دہندگان کی تعداد کی نسبت سے نمائندگان منتخب کر کے 30 اکتوبر تک نام بھجوانے کی تاکید کی گئی تھی لیکن تا حال بہت کم جماعتوں کی طرف سے نام موصول ہوئے ہیں۔ لہٰذا عہدیداران توجہ فرمائیں اور جلد انتخاب کروا کے نام بھجوادیں جزاکم اللہ۔ (سیکرٹری مجلس مشاورت بھارت)

قارئین بدر کی خدمت میں عید الفطر کی دلی مبارک باد (ادارہ)

MUSTAFA BOOK COMPANY

Agent of Govt. Publication and Educational Suppliers

Fort Road, Kannur-1, Ph:2769809

C.B.S.E, N.C.E.R.T, College, +2, Text & Guides, Stationeries

School Guides, Computer Stationery, Note Books, Forms & Registers

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

اَلصَّلٰوۃُ ھِیَ الدُّعَآء

(نماز ہی دعا ہے)

منجانب

طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز

AUTO TRADERS

16 مینگو لین کلکتہ 70001

دکان: 2248-5222, 2248-1652

2243-0794

رہائش: 2237-0471, 2237-8468

وصایا

منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

وصیت 16132:: میں طاہر احمد جمالی ولد ماسٹر منور احمد تنویر قوم احمدی پیشہ طالب علم عمر 22 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ 12.9.05 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گزارا آمد از جیب خرچ ماہانہ 300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ جاوید اقبال چیمہ العبد طاہر احمد جمالی گواہ شریف احمد امینی

وصیت 16133:: میں محمد حمید اللہ ولد ایم ایچ محمد ظفر اللہ قوم احمدی پیشہ طالب علم عمر 21 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 1.9.05 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گزارا آمد از جیب خرچ ماہانہ 350 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ شیخ محمود احمد العبد محمد حمید اللہ گواہ عطاء الرحمٰن خالد

وصیت 16134:: میں نصرت جہاں زوجہ داؤد احمد خالد قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر 35 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ 11.9.05 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ حسب ذیل ہے۔ حق مہر 6000 روپے بذمہ خاوند۔ زیورات طلائی ایک سیٹ ہار کانٹے 15.300 گرام قیمت 8950 روپے انگوٹھی 3.000 گرام قیمت 6755 روپے۔ میرا گزارا آمد از جیب خرچ ماہانہ -/300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ داؤد احمد خالد الامۃ نصرت جہاں گواہ رفیق احمد ملا باری

وصیت 16135:: میں داؤد احمد خالد ولد خلیل الرحمٰن فانی قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر 44 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 11.9.05 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گزارا آمد از ملازمت ماہانہ 5648 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ رفیق احمد ملا باری العبد داؤد احمد خالد گواہ جاوید اقبال چیمہ

وصیت 16136:: میں امۃ الہادی بشریٰ بنت چوہدری مبرور احمد چیمہ مرحوم قوم چیمہ پیشہ عارضی کلرک لجنہ اماء اللہ عمر 26 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 14.9.05 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ حسب ذیل ہے ایک رنگ 2.370g قیمت -/1422 ایک رنگ 2.370g قیمت -/1470 ایک عدد زیور طلائی 1.700 قیمت -/1054 ایک رنگ 2.000 قیمت -/1200 ایک نوزی 0.500 قیمت 300 روپے ایک زیور نقرئی 20.500 قیمت 215 روپے۔ میرا گزارا آمد از عارضی ملازمت ماہانہ 652 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ منصور احمد چیمہ الامۃ امۃ الہادی بشریٰ گواہ منظور احمد چیمہ درویش

وصیت 16137:: میں عبدالرحمٰن خالد ولد حافظ عبدالعزیز قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر 39 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ 13.9.05 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گزارا آمد از ملازمت ماہانہ 4215 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ ادریس احمد اسلم العبد عبدالرحمٰن خالد گواہ سید نورالدین

وصیت 16138:: میں نثار احمد ولد ہمزہ جے ایم قوم احمدی مسلمان پیشہ پرائیویٹ کاروبار عمر 30 سال تاریخ بیعت جنوری 2003 ساکن فورٹ کوچین ڈاکخانہ فورٹ کوچین ضلع ایرناکلم صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ 24.4.05 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ حسب ذیل ہے اڑھائی سینٹ زمین جس میں ایک گھر اندازاً قیمت 750000 روپے ایک بائک موٹر اندازاً قیمت 20000 روپے کل 770000 روپے۔ میرا گزارا آمد از ملازمت ماہانہ -/4000 ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ محمد اسماعیل ایلی العبد نثار احمد جے ایچ گواہ ناظر احمد

وصیت 16139:: میں جے ایچ نواز ولد جے ایم ہمزہ قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 33 سال تاریخ بیعت جنوری 2003 ساکن فورٹ کوچین ڈاکخانہ فورٹ کوچین ضلع ایرناکلم صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ 25.4.05 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے میرا گزارا آمد از تجارت ماہانہ -/4000 ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ محمد اسماعیل ایلی العبد جے ایچ نواز گواہ جے ایچ نثار احمد

وصیت 16140:: میں ٹی کے خدیجہ زوجہ سی ایم جلال الدین قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر 52 سال پیدائشی احمدی ساکن کرولائی ڈاکخانہ کرولائی ضلع کرولائی صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ 1.9.05 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ حسب ذیل ہے ڈیڑھ ایکڑ زمین بمقام کرولائی نمبر 1279/3 جس کی موجودہ مارکیٹ قیمت اندازاً 375000 روپے طلائی زیور ۲ گرام ۲۲ کیرٹ قیمت -/1200 روپے حق مہر -/250 روپے۔ میرا گزارا آمد از جیب خرچ -/300 روپے ماہانہ ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ وسیم احمد صدیق الامۃ ٹی کے خدیجہ گواہ ٹی کے محمود

وصیت 16141:: میں سلیمہ پروین زوجہ سید عامر علی قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 23 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ 10.9.05 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ حسب ذیل ہے ایک سیٹ 23.490g قیمت -/14212 ایک سیٹ 29.770g قیمت -/17267 ایک ٹکا 3.740g قیمت -/2170 روپے دو رنگ 3.100 گرام قیمت -/1798 روپے دو رنگ 5.240g قیمت -/3170 ایک چین 14.370g قیمت -/8544 روپے دو ناک کے پن 0.300g قیمت -/174 روپے ایک جوڑی کنڈل 2.200g قیمت -/1331 روپے حق مہر 15000 روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارا آمد از خورد و نوش ماہانہ 300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ ظہیر احمد خادم الامۃ سلیمہ پروین گواہ مامون الرشید تبریز

دعاؤں میں اور دعاؤں میں اور دعاؤں میں لگے رہو

ہر احمدی کو دعائوں کی طرف بہت توجہ دینی چاہئے اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اس رمضان میں اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے اور قبولیت دعا کے نظارے دیکھنے کی توفیق عطا فرمائے

مختلف قرآنی دعاؤں کی بصیرت افروز اور پُر معارف تشریح

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 6 اکتوبر 2006ء بمقام مسجد بیت الفتوح لندن

تشہد تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آیت قرآنی وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ کی تلاوت کی پھر فرمایا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ دعا اسلام کا خاص فخر ہے اور مسلمانوں کو اس پر بڑا ناز ہے مگر یاد رکھو کہ یہ دعا زبانی بک بک کا نام نہیں ہے یہ وہ چیز ہے کہ دل خدا کے خوف سے بھر جاتا ہے اور دعا کرنے والے کی روح پانی کی طرح بہہ کر آستانہ الوہیت پر گرتی ہے یہ ایسی حالت ہے جس کو موت سے تشبیہ دے سکتے ہیں جب یہ حالت میسر آجائے تو یقیناً سمجھو کہ باب استجابت کھولا جاتا ہے۔

حضور نے فرمایا پس یہ طریق ہے دعا کا کہ اپنے پر ایسی حالت طاری کی جائے کہ یہ احساس ہو کہ اب میں اللہ کے حضور اس طرح پہنچ چکا ہوں کہ استجابت دعا حاصل ہو جائے گی رمضان کے اس مہینے میں جب عبادت کی طرف ایک خاص رجحان ہوتا ہے اللہ بھی اپنے بندوں کی طرف خاص طور پر متوجہ ہوتا ہے فرماتا ہے روزہ دار کی جزا میں خود ہو جاتا ہوں اس لئے کہ وہ لوگ خالصۃً اللہ کی خاطر روزے رکھ رہے ہوتے ہیں تو یقیناً ان حالات میں کی گئی عبادتیں اور دعائیں قبولیت کا درجہ پاتی ہیں اللہ تعالیٰ نے جہاں روزے کی فرضیت کا ذکر فرمایا ہے ساتھ ہی قبولیت دعا کے متعلق بھی بیان فرمایا ہے وہ آیت جو شروع میں تلاوت کی گئی ہے اس کا ترجمہ اس طرح ہے اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً میں قریب ہوں میں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے پس چاہئے کہ وہ بھی میری بات پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ وہ ہدایت پائیں۔

پس ہر مسلمان کا ایمان ہونا چاہئے کہ اللہ دعائیں سنتا ہے لیکن دعائیں قبول کرنے کی بعض شرائط ہیں جن پر چلنے سے ہی یہ قبولیت دعا کا انعام حاصل ہوتا ہے روزوں کے حکم کے ساتھ یہ آیت رکھ کر ہمیں یہ توجہ دلائی گئی ہے کہ یہ مہینہ خاص بخشش اور قبولیت دعا کا مہینہ ہے اسلئے اس مہینے کی قدر کو پہچانتے ہوئے میری طرف آؤ تا کہ میں پہلے سے بڑھ کر تمہاری دعائیں قبول کروں پس ان دنوں میں خاص طور پر ہر احمدی کو دعاؤں کی طرف بہت توجہ دینی چاہئے اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اس رمضان میں اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے اور قبولیت دعا کے نظارے دیکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اپنے بصیرت افروز خطبہ جو جاری رکھتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس موقعہ پر بعض قرآنی دعائیں پیش فرمائیں جن میں ایک دعا یہ تھی رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔ ترجمہ: اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ایمان میں ہم پر سبقت لے گئے اور ہمارے دلوں میں ان لوگوں کیلئے جو ایمان لائے کوئی کینہ نہ رہنے دے اے ہمارے رب یقیناً تو بہت شفیق اور بار بار رحم کرنے والا ہے اس میں جہاں اپنی بخشش کیلئے دعا سکھائی گئی ہے وہاں ان لوگوں کیلئے بھی جو پہلے ایمان لائے ہیں بخشش کی دعا کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

فرمایا یاد رکھنا چاہئے کہ دینی خدمت ہمارا کوئی ذاتی استحقاق نہیں ہے جو اللہ سے خاص تعلق جوڑے گا اسی کو خدمت دین کی زیادہ توفیق ملے گی ان کو دیکھ کر دوسروں میں حسد اور کینوں کے جذبات نہیں پیدا ہونے چاہئیں اور اللہ سے اپنے لئے بھی دعا کرنی چاہئے کہ اللہ ان لوگوں میں شامل فرمائے جو جماعتی خدمات کرنے والے ہیں پس اللہ کی صفت رؤف اور رحیم کو جذب کرنے کیلئے ضروری ہے کہ دلوں کو کینوں سے پاک کیا جائے اور اپنے بھائیوں کیلئے دعا کی جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں وجود واحد رکھو ورنہ ہوا نکل جائے گی نماز میں بھی ایک دوسرے کے ساتھ ملکر کھڑے ہونے کی اسی حکمت کی وجہ سے تعلیم دی گئی ہے پس آپس میں محبت کا سلوک کرو اور ایک دوسرے کیلئے غائبانہ دعا کیا کرو اسی طرح حضور ایدہ اللہ نے ایک دعا مخالفین کے شر سے بچنے کیلئے بیان فرمائی رَبَّنَا عَلَیْکَ تَوَکَّلْنَا وَاِلَیْکَ اَنَبْنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَۃً لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (ممتحنہ: ۴-۵) ترجمہ: اے ہمارے رب تجھ پر ہی ہم توکل کرتے ہیں اور تیری طرف ہی ہم جھکتے ہیں اور تیری طرف ہی لوٹ کر جانا ہے۔ اے ہمارے رب ہمیں ان لوگوں کے لئے ابتلا نہ بنا جنہوں نے کفر کیا اور اے ہمارے رب ہمیں بخش دے یقیناً تو کامل غلبہ والا اور صاحب حکمت ہے۔ یہ فرما کر توجہ دلائی ہے کہ اے اللہ تیری باتوں سے انحراف کر کے کہیں ہم ایسا عمل نہ کریں کہ مخالفین کو اعتراض کا موقعہ ملے۔ فرمایا اس دعا کی اس زمانہ میں بہت ضرورت ہے۔

اسی طرح حضور انور نے غیر ضروری سوالات سے بچنے کیلئے اور روحانی ترقی کے حصول کیلئے قرآنی دعائیں پیش فرمائیں اور آخر پر فرمایا اللہ تعالیٰ اس رمضان میں ہمیں دعاؤں کی قبولیت کے نظارے دکھائے اور ہم اس دور میں داخل ہوں جو احمدیت یعنی حقیقی اسلام کیلئے غیر معمولی انقلاب لانے والا ہو۔ پس دعاؤں میں اور دعاؤں میں اور دعاؤں میں لگے رہو اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

❀❀❀❀❀

اعلان نکاح : مکرم بشیر احمد صاحب گنائی آف رشی نگر کی بیٹی عزیزہ نگینہ اختر صاحبہ کا نکاح مکرم شکیل احمد صاحب گنائی، مکرم ابن بشیر احمد گنائی واعظ آف رشی نگر کے ساتھ مبلغ پچاس ہزار روپے حق مہر پر خاکسار نے جامعہ مسجد احمدیہ رشی نگر میں بعد نماز جمعہ پڑھا۔ رشتہ کے بابرکت و مثمر ثمرات حسنہ ہونے کیلئے دُعا کی درخواست ہے اعانت بدر ایک صد روپے۔ (ایاز رشید عامل مبلغ سلسلہ)

ایڈیٹر بدر سے رابطہ کیلئے ای میل
badrqadian@rediffmail.com

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں
خالص سونے کے زیورات کا مرکز
الفضل جیولرز — چوک یادگار حضرت اماں جان ربوہ — فون 047-6213649
کاشف جیولرز — گولبازار ربوہ — 047-6215747

Syed Bashir Ahmed
Proprietor
Aliaa Earth Movers

(Earth Moving Contractor)
Available :
Tata Hitachi, Ex 200, Ex 70, JCB, Dozer, etc. on Hire basis
Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack - 754221
Tel.: 0671 - 2378266 (R), (M) 9437078266, 9437276659, 9337271174, 9437378063

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. Fax : (0091) 1872-220757
Tel. Fax : (0091) 1872-221702
Tel : (0091) 1872-220814
lbadrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADR Qadian
Qadian-143516 Dt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 55 Thursday 12th October 2006 Issue No. 41

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 250/-
By Air : 20 Pounds Or 40 U.S. $
: 30 Euro
By Sea : 10 Pounds Or 20 U.S. $

خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی 2008ء کے لئے دعاؤں اور عبادات کا روحانی پروگرام

1- ہر ماہ ایک نفلی روزہ رکھا جائے جس کے لئے ہر قصبہ، شہر یا محلہ میں مہینہ کے آخری ہفتہ میں کوئی ایک دن مقامی طور پر مقرر کرلیا جائے۔

2- دو نفل روزانہ ادا کئے جائیں جو نماز عشاء کے بعد سے لے کر فجر سے پہلے تک یا نماز ظہر کے بعد ادا کئے جائیں

3- الحمد لله رب العٰلمينo الرحمن الرحيمo مالک يوم الدينo اياک نعبد واياک نستعينo اهدنا الصراط المستقيم سراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولاالضآلينo (روزانہ کم از کم سات دفعہ پڑھیں) **ترجمہ**:: اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ تمام حمد اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ جزا سزا کے دن کا مالک ہے تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے ہم مدد چاہتے ہیں۔ ہمیں سیدھے راستہ پر چلا ان لوگوں کے راستہ پر جن پر تُو نے انعام کیا۔ جن پر غضب نہیں کیا گیا اور جو گمراہ نہیں ہوئے

4- رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْراً وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (البقرہ:251)

ترجمہ:: اے ہمارے رب! ہم پر صبر نازل کر اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور کافر قوم کے خلاف ہماری مدد کر (روزانہ کم از کم 11 مرتبہ پڑھیں)

5- رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ (ال عمران:9)

ترجمہ:: اے ہمارے رب! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تُو ہمیں ہدایت دے چکا ہے اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

6- اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِي نُحُورِهِمْ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شُرُورِهِمْ

ترجمہ:: اے اللہ! ہم تجھے سپر بنا کر دشمن کے سینوں کے مقابل پر رکھتے ہیں اور ہم ان کے تمام شر اور مضر اثرات سے تیری پناہ میں آتے ہیں (روزانہ کم از کم 11 مرتبہ پڑھیں)

7- اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّي مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوبُ اِلَيْهِ **ترجمہ**:: میں بخشش طلب کرتا ہوں اللہ سے جو میرا رب ہے ہر گناہ سے اور میں جھکتا ہوں اسی کی طرف (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

8- سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ

ترجمہ:: اللہ تعالیٰ پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ، پاک ہے اور بہت عظمت والا ہے۔ اے اللہ رحمتیں بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل پر (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

9- اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيمَ وَعَلٰى آلِ ابراهيم اِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ محمد كما باركت على ابراهيم وعلىٰ آل ابراهيم انک حميد مجيد **ترجمہ**:: اے اللہ رحمتیں بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل پر جس طرح تُو نے ابراہیم اور ان کی آل پر رحمتیں بھیجیں۔ یقیناً تُو تعریف اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ برکتیں بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل پر جس طرح تُو نے ابراہیم اور ان کی آل پر برکتیں بھیجیں یقیناً تُو تعریف اور بزرگی والا ہے (روزانہ کم از کم 33 مرتبہ پڑھیں)

صحاح ستہ اور اُس کے مؤلفین کا مختصر تعارف

اسماء کتب	مصنفین	پیدائش وفات عمر	اساتذہ	تلامذہ	سفر	احادیث	خصوصیات	متفرق
صحیح بخاری	محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن بروزبہ کنیت۔ ابوعبداللہ	194ھ 256ھ 62 سال	امام احمد بن حنبل ابن شہاب زہری یحییٰ بن سعید ہشام بن عروہ۔ اسحاق اھویہ علی المدینی	امام مسلم امام ترمذی	حجاز، شام، عراق، مصر، یمن، خراسان، 210ھ میں آغاز کیا	باب 3450 احادیث 9082 غیر مکرر 4000	اصح الکتب بعد کتاب اللہ صحت احتیاط، قوت رواۃ۔ استنباط مسائل۔ اتصال اسناد	صحیح بخاری کے علاوہ 23 کتب ہیں۔ بخاری کی شرح 100 کے قریب ہیں۔
صحیح مسلم	مسلم بن حجاج بن مسلم بن ورد الکرد القیری نیشاپوری کنیت ابوالحسن	206ھ 261ھ 55 سال	امام احمد امام بخاری	امام ترمذی ابوخزیمہ محمد بن اسحٰق	حجاز عراق بصرہ۔ اے بلخ	احادیث 1200	حسن ترتیب	مزید 9 کتب
جامع ترمذی	محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن ضحاک السلمی الترمذی کنیت ابوعیسیٰ	209ھ 275ھ 66 سال	امام بخاری امام مسلم امام ابوداؤد	محمد بن احمد احمد بن یوسف	حجاز۔ بصرہ۔ کوفہ۔ خراسان۔ بخارا	احادیث 3956	کاف للمقلدو مغن للمجتهد كانما يتكلم النبى فى بيته مذاہب فقہ کا بیان	انواع حدیث کا بیان ہے۔ بخاری اور ابوداؤد دونوں کی جامع ہے 21 شروح مزید 6 کتب
سنن ابی داؤد	سلیمان بن اشعث بن اسحاق بجستانی	202ھ 275ھ 73 سال	امام احمد۔ اسحاق راھویہ۔ ابوثور	امام ترمذی امام نسائی	حجاز۔ شام، عراق جزائر۔ بصرہ	باب۔ 187 احادیث 4800	صرف احکام و مسائل کے متعلق ہدایت پر مشتمل ہے۔ فقہی احادیث، تکرار سے گریز۔	16 شروح ہیں
سنن نسائی	احمد بن محمد بن اسحاق نسائی کنیت، ابوعبدالرحمٰن ابوبکر	214ھ 303ھ 89 سال	امام بخاری امام ابوداؤد	امام طبرانی امام طحاوی	حجاز شام عراق۔ جزائر خراسان	احادیث 5761	ایک روایت کا کئی جگہ ذکر، طُرق حدیث کی وضاحت	13 تصانیف۔ صفا و مروہ کے درمیان تدفین ہوئی سنن میں سب سے کم ضعیف احادیث ہیں۔
سنن ابن ماجہ	محمد بن یزید بن عبداللہ القزوینی (ایران) کنیت ابوعبداللہ	209ھ 273ھ 64 سال	امام مالک ابن ابی شیبہ	ابراہیم بن دینار ابن سیبویہ	حجاز شام خراسان مصر	باب 1560 احادیث 4341	حسن ترتیب و تبویب لا المهدى الا عيسىٰ والی حدیث	

مرتبہ: سید فہیم احمد
مبلغ سکم، گنٹوک